پاک بھارت متوقع جنگ : ہماری بداعمالیوں کی سزا یا عالمی طاقتوں کی سازش؟

نصرت الٰہی کے حصول کا یقینی نسخہ : دین حق کے غلبہ کی جدوجہد

کارگل اور سیاچین تنازعہ کے حل کے لئے امیر تنظیم اسلامی کی تجویز

مسجد دارالسلام باغ جناح، لاہور میں نائب امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید کے ۲۵/ جون ۱۹۹۹ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

(مرتب : فرقان دانش خان)

حمد و ثنا' تلاوت آیات اور ادعیہ ماثورہ کے بعد فرمایا : حضرات اب یہ بات نوشتہ دیوار کی طرح واضح ہو چکی ہے کہ جنگ ہمارے سر پر معلق ہے جو کسی بھی لمحے چھڑ سکتی ہے۔ کیونکہ بھارت کشمیر کارگل سیکٹر کی ہزیمت کا بدلہ لینے کیلئے "تنگ آمد بجنگ آمد" کے مصداق جنگ پر تلا بیٹھا ہے اور حالات نے پاکستان کو بھی ایسی بند گلی میں داخل کر دیا ہے جہاں سے واپسی کا راستہ وقار کے منافی ہے۔ نیز موجودہ صورت حال میں پاکستان کیلئے کشمیر میں حاصل ہونے والے گولڈن چانس کو ضائع کرنا بھی درست نہیں۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ کہیں یہ جنگ امریکی سازش کا نتیجہ تو نہیں' جیسا کہ قرائن بتا رہے ہیں۔ کیونکہ اس جنگ سے امریکہ کے بہت سے مفادات وابستہ نظر آتے ہیں۔ سب سے پہلے تو یہ کہ کشمیر پر اس کی اپنی نظر ہے کہ اس علاقے میں اپنے اڈے قائم کر کے یہاں سے چین اور افغانستان کو کنٹرول کرلے۔ دوسرے اس خطہ اور بالخصوص پاکستان کو ایٹمی صلاحیت سے محروم کرنا امریکہ کی ترجیح اول ہے۔ تاہم اگر یہ امریکی سازش ہے تو بھی ہمارا یہ ایمان ہے کہ ہر کام کے پیچھے اللہ کی اپنی تدبیر اور مشیت کار فرما ہوتی ہے۔ اس لئے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ متوقع جنگ ہماری بداعمالیوں کی پاداش میں اللہ کے عذاب کی ایک شکل ہو۔ جیسے اللہ سے بدعہدی کی سزا کے طور پر ۱۹۷۱ء میں مشرقی پاکستان کی علیحدگی کی صورت میں عذاب کا کوڑا برسا تھا۔ لیکن ہم نے اس عذاب سے کوئی عبرت حاصل نہیں کی اور اللہ کی نافرمانیوں کی روش جاری رکھے ہوئے ہیں۔ ایک طرف اگر سودی نظام کو فروغ دیا جا رہا ہے تو دوسری طرف پوری قوم جوئے کی لت میں مبتلا ہے۔ یہ سب اللہ کے عذاب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ سوال یہ ہے کہ ان حالات میں اگر جنگ چھڑ جائے تو کون سی قوت ہمارا سہارا بن سکتی ہے' جبکہ ایک مسلمان کا سہارا صرف نصرت و حمایت الٰہی ہوتا ہے' اگر یہ چیز حاصل ہے تو تاریخ گواہ ہے کہ پھر مٹھی بھر مسلمانوں کے سامنے ہزاروں کفار بھی کھڑے نہ رہ سکے۔ غزوۂ بدر میں تقریباً نہتے مٹھی بھر مسلمانوں کو ایک ہزار کے مسلح لشکر پر اسی نصرت الٰہی کے باعث فتح حاصل ہوئی۔ اس کے برعکس غزوۂ حنین میں اپنی تعداد اور اسلحے پر ناز کرنے کی وجہ سے اللہ نے سبق سکھا دیا اور دشمن کی طرف سے اچانک تیروں کی بوچھاڑ پر وقتی طور پر پورا لشکر تتر بتر ہو گیا۔ معلوم ہوا کہ اگر نصرت الٰہی حاصل نہیں ہے تو مسلمانوں کی سیلاب کے جھاگ کی مانند کوئی حیثیت نہیں ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے : ﴿اِنْ یَّنْصُرْکُمُ اللّٰہُ فَلَا غَالِبَ لَکُمْ ۚ وَاِنْ یَّخْذُلْکُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِیْ یَنْصُرُکُمْ مِّنْۢ بَعْدِہٖ﴾ (آل عمران : ۱۶۰) "اگر اللہ تمہاری مدد کرے گا تو تم پر کوئی غالب نہیں آ سکتا اور اگر اللہ اپنی مدد اٹھا لے تو پھر کون سی طاقت ہے جو تمہاری مدد کر سکے۔"

اب اہم سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ کی مدد حاصل کیسے کی جائے؟ کیا محض قنوت نازلہ پڑھنے سے یا استغفار کی تسبیح پھیرنے سے اللہ کی مدد حاصل ہو سکتی ہے۔ نہیں' بلکہ قرآن نے اللہ کی مدد کے حصول کا کچھ اور نسخہ بتایا ہے : ﴿یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ وَیُثَبِّتْ اَقْدَامَکُمْ۝﴾ (محمد : ۷) "اے ایمان والو! اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا اور (دشمن کے مقابلہ میں) تمہارے قدم جما دے گا" گویا یہ دو طرفہ معاملہ ہے کہ ہم اللہ کے مددگار بنیں گے تو اللہ ہماری مدد کرے گا۔ لیکن ہم اللہ کی مدد کیسے کریں یا اللہ کو کس معاملے میں ہماری مدد درکار ہے۔ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ درحقیقت اللہ کے دین کی مدد ہی اللہ کی مدد ہے۔ یعنی غلبہ دین حق کا جو مشن حضورؐ کو دے کر بھیجا گیا اس مشن کی تکمیل کے لئے اپنی جان اور مال لگا دینے کو اللہ نے اپنی مدد سے تعبیر کیا ہے۔ حضورؐ کے مشن کے بارے میں قرآن میں یہ الفاظ وارد ہوئے ہیں : ﴿ہُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْہُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْہِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ﴾ "وہی ہے اللہ جس نے اپنے رسول کو بھیجا الہدیٰ یعنی قرآن دے کر اور دین حق کے ساتھ تاکہ وہ اس (نظام عدل اجتماعی) کو تمام دین (انفرادی و اجتماعی گوشہ ہائے زندگی) پر غالب کر دیں۔"

مطلب یہ کہ رب کی دھرتی پر رب کا نظام قائم کرنا حضورؐ کا مشن تھا۔ یعنی اس روئے ارضی پر صرف اللہ کی حکمرانی چلے' اسی کا حکم مانا جائے' اسی کی بڑائی کو تسلیم کیا جائے۔ عرب کی سرزمین کی حد تک تو حضورؐ نے دین اسلام کو بنفس نفیس غالب فرمایا۔ جبکہ کل روئے ارضی پر غلبہ دین کی ذمہ داری آپؐ نے اپنی امت کے سپرد کر دی۔ اگر ہماری جان اور مال اس کام میں لگ رہی ہے تب تو ہم سورۃ محمد کی آیت نمبر ۷ کے مطابق اللہ کی مدد کے یقینی طور پر مستحق ہیں بصورت دیگر معاملات مشکوک ہیں۔ چنانچہ موجودہ حالات میں نصرت الٰہی کے حصول کے لئے ضروری ہے کہ پاکستانی قوم بشمول حکمران طبقہ اللہ کے حضور اجتماعی توبہ کرے' جس کا مناسب طریقہ وہی ہے جس کی طرف اشارہ امیر تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے دو ہفتے قبل کیا تھا یعنی :

(۱) جوئے کی تمام صورتوں کی فی الفور ختم کیا جائے۔ (۲) سودی نظام کے خاتمے کے ضمن میں پہلے قدم کے طور پر بلا تاخیر راجہ ظفر الحق کمیشن رپورٹ پر عملدرآمد شروع کر دیا جائے۔

(۳) دستور پاکستان میں قرآن و سنت کی غیر مشروط بالادستی کا بل مناسب ترمیم کے بعد موجودہ سینٹ سے ہی منظور کروایا جائے۔

یہ اقدامات دراصل ہماری اجتماعی توبہ کا مظہر ہوں گے اور ان کے نتیجے میں اللہ کی رحمت سے امید کی جا سکتی ہے کہ مسلمانان پاکستان کو اللہ کی نصرت و حمایت حاصل ہو گی

—— تاہم اس کے ساتھ ساتھ انفرادی توبہ کی جانب توجہ بھی ضروری ہے کہ ہماری اخروی نجات کا دارومدار اسی پر ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بن خطاب سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کے لئے توبہ کا دروازہ کھلا رکھتا ہے اس سے پہلے جب کہ موت کا گھنگھرو گلے میں بجنے لگے۔ یعنی نزع عالم طاری ہونے تک در توبہ کھلا ہے۔

اس لئے اب بھی وقت ہے کہ ہم اللہ کی طرف سے دی گئی مہلت عمر سے فائدہ اٹھائیں اور اللہ کی طرف رجوع کریں۔

قرآن میں انفرادی توبہ کی شرائط بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ﴿اِلاَّ مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلاً صَالِحًا﴾ توبہ کے لئے ضروری ہے کہ گناہ پر ندامت ہو۔ اس کے ساتھ تجدید ایمان یعنی آئندہ نہ کرنے کا عزم مصمم ہو اور اپنے عمل کی اصلاح بھی ہو، یہ نہ ہو کہ توبہ کے بعد بھی پرنالہ وہیں گر رہا ہو۔

لہٰذا ازلی خسارے سے بچنے کا واحد راستہ یہ ہے کہ ہم اپنا قبلہ درست کریں۔ اور اجتماعی طور پر سود اور جوئے کی لعنت سے چھٹکارا حاصل کرنے کے ساتھ انفرادی طور پر بھی اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو چھوڑ دیں۔

آخر میں پاکستان کے موجودہ حالات پر امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کا اخبارات کو جاری کردہ درج ذیل بیان شرکاء جمعہ کو پڑھ کر سنایا گیا:

موجودہ بحرانی صورت حال کا ایک قابل عمل حل۔ امیر تنظیم اسلامی کا بیان برائے اخبارات

(جاری کردہ جمعہ ۲۵/ جون ۱۹۹۹ء)

"پاکستان اور بھارت کے افق پر جو تھی جنگ کے بادل روز بروز زیادہ گہرے ہوتے جا رہے ہیں۔ چنانچہ آج ہی کے اخبارات میں سابق وزیر خارجہ پاکستان جناب آغا شاہی کا یہ بیان شائع ہوا ہے کہ ہم اس وقت "پل صراط" پر کھڑے ہیں۔

کارگل سیکٹر میں کشمیر کے مجاہدین حریت اور ان کے دیگر اعوان و انصار نے جو عظیم کارنامہ سرانجام دیا ہے اس سے فطری طور پر پاکستان کے مسلمان عوام کے سر بھی فخر سے بلند ہو گئے ہیں! —— اور اکثر محب قوم و وطن حلقوں کی جانب سے دینی و قومی غیرت و حمیت کے حوالے سے حکومت پاکستان پر زور دیا جا رہا ہے کہ وہ اپنے کسی اقدام سے کمزوری کا اظہار نہ ہونے دے اور کسی بھی طرح کے "کچھ لو اور کچھ دو" کے انداز کے معاہدے سے مجاہدین کی قربانیوں اور شہداء کے خون سے غداری کی مرتکب نہ ہو۔ خواہ بھارت اور پاکستان کے مابین بھرپور جنگ واقع ہو جائے، حتیٰ کہ ایٹمی اسلحہ تک کے استعمال کی نوبت آ جائے۔ اور ایسے محسوس ہوتا ہے کہ جیسے کہ، اس طرح کے مواقع پر عام طور پر ہوتا ہے، جوش کی شدت میں ہوش کا دامن ہاتھ سے بالکل چھوٹ رہا ہے!

پاکستان اور بھارت کے مابین کھلی اور بھرپور جنگ کس قدر تباہی اور بربادی پر منتج ہو سکتی ہے —— اور خاص طور پر اگر خدانخواستہ ایٹمی ہتھیاروں کے استعمال تک کی نوبت آ گئی تو اس کے کس قدر ناقابل تصور اور ہولناک نتائج نکلیں گے —— اس سے قطع نظر کچھ توجہ اس بات کی جانب بھی دینی ضروری ہے کہ کہیں ہم کسی عظیم عالمی سازش کا شکار تو نہیں ہو رہے! اس ضمن میں یاد ہو گا کہ سب سے پہلے عراق کے صدر صدام حسین نے کہا تھا کہ یہ جنگ امریکہ کی سازش کا مظہر ہے —— پھر لندن سے شائع ہونے والے ماہنامہ "امپیکٹ" کے سیاسی تجزیہ نگار نے لکھا کہ کشمیر میں موجودہ پاک بھارت کشیدگی اور لائن آف کنٹرول کے دونوں جانب سے ایک دوسرے پر گولہ باری عالمی قوتوں کی شہ پر ہو رہی ہے تاکہ ایک بڑے تصادم کے نتیجے میں پاکستان کو کمزور کر کے اس سے جبراً ایٹمی پروگرام بھی ختم کرا لیا جائے اور کشمیر پر بھی کوئی کیمپ ڈیوڈ کی قسم کا معاہدہ کرا دیا جائے —— لیکن ان سب سے بڑھ کر پاکستان کے ایک انگریزی روزنامے نے اپنی ۲۱/ جون کی اشاعت میں اس رپورٹ کا جو خلاصہ شائع کیا ہے جو امریکہ کے نیم سرکاری ادارے "رینڈ کارپوریشن" نے اب سے ایک سال قبل پینٹاگون کے لئے تیار کی تھی وہ تو بہت ہی چشم کشا اور قابل توجہ ہے۔ اسے پڑھ کر تو یاد آیا کہ جس طرح ۱۹۷۶ء میں ایرانی شہنشاہیت کے خاتمہ کا ایک نقشہ ایک سال قبل شائع ہونے والے ناول "کریش آف ۷۹ء" میں کر دیا گیا تھا، بالکل اسی طرح رینڈ کارپوریشن نے جو سیناریو آج سے ایک سال قبل تیار کیا تھا حالات حیرتناک حد تک بعینہٖ اسی رخ پر بڑھتے چلے جا رہے ہیں —— اور اگر خدانخواستہ اسی طرح بڑھتے چلے گئے تو رینڈ کارپوریشن کے تیار کردہ سیناریو کے مطابق آخری ڈراپ سین یہ ہو گا کہ ایٹمی اسلحہ کے استعمال کے "جرم عظیم" کی پاداش میں تمام عالمی قوتیں ہمارے خلاف مجتمع ہو جائیں گی اور امریکی افواج برصغیر میں اپنے پنجے جمالیں گی —— رینڈ کارپوریشن نے تو اس آخری ڈراپ سین میں بھارت اور پاکستان دونوں کو برابر کا شریک قرار دیا ہے، لیکن جاننے والے جانتے ہیں کہ ایسی کسی صورتحال میں اصل نزلہ پاکستان ہی پر گرے گا اس لئے بھی کہ وہ عضو ضعیف کی حیثیت رکھتا ہے —— اور اس لئے بھی کہ اس کے عوام میں اسلامی فنڈامنٹلزم کے جراثیم پائے جاتے ہیں جو نیو ورلڈ آرڈر کے لئے سب سے بڑھ کر قابل نفرت ہیں!

اندریں حالات پاکستان کے لئے اس وقت بہترین پالیسی یہ ہو گی کہ موجودہ کشیدگی کو ختم کرنے کے لئے بھارت سے اس اصول پر سمجھوتہ کر لے کہ جو کام اس نے دس بارہ سال قبل سیاچین میں کیا تھا، خود اس کے بقول وہی کام پاکستان نے کرگل میں کر لیا ہے۔ لہٰذا عوض معاوضہ گلہ ندارد کے اصول کے مطابق اب بھارت اپنی فوجیں سیاچین سے اتار لے تو پاکستان بھی مجاہدین سے کہے گا کہ وہ کارگل کی چوٹیاں خالی کر دیں —— اور پھر دونوں ممالک دو طرفہ مذاکرات کے ذریعے کشمیر کے مسئلے کا کوئی حل نکالیں۔ بصورت دیگر شدید اندیشہ ہے کہ ہم اپنی اس خداداد ایٹمی صلاحیت سے ہاتھ نہ دھو بیٹھیں جو صیہونیت اور اس کی آلۂ کار قوتوں کی آنکھوں اور دلوں میں خار کی طرح کھٹک رہی ہے —— العیاذ باللہ!

کارگل میں ڈٹے رہنا امن کا اور پسپائی اختیار کرنا جنگ کا باعث بنے گا

امت مسلمہ کی تاریخ گواہ ہے کہ اسے کسی جوہر قابل سے کبھی کوئی دشمن محروم نہیں کر سکا

اگر پاکستان مزید دو ماہ کارگل پر اپنا قبضہ برقرار رکھ سکا تو بھارت سیاچین خالی کر دے گا

۱۹۸۴ء میں جب بھارت نے سیاچین پر قبضہ کیا تو پاکستان اور بھارت میں کوئی کشیدگی نہیں تھی

مرزا ایوب بیگ، امیر تنظیم اسلامی حلقہ لاہور

پاکستان اور بھارت کی فضاؤں میں جنگ کے بادل گہرے سے گہرے ہوتے چلے جا رہے ہیں اور اگرچہ جنگ کے ٹل جانے کی کوئی ظاہری صورت نظر نہیں آ رہی لیکن پھر بھی راقم کو یقین نہ سہی شک ضرور ہے کہ کوئی مکمل اور بھرپور جنگ نہیں ہو گی۔ یہ بادل گرجنے والے ہیں برسنے والے نہیں۔ یہ شک بلادلیل نہیں ہے۔ بھارت کی تاریخ یہ ہے کہ اس نے تو حیدر آباد دکن جسے وہ اپنی پولیس کے ذریعے فتح کر سکتا تھا اس پر لشکر کشی کے لئے بھی قائداعظم کی وفات کا دن منتخب کیا تھا۔ چین کے ساتھ جنگ کا ڈرامہ اس نے محض امریکہ سے اسلحہ ہتھیانے کے لئے رچایا تھا۔ ۱۹۶۵ء میں لاہور پر حملہ اس نے اس یقین کے ساتھ کیا تھا کہ وہ چند گھنٹوں میں لاہور پر قبضہ کر لے گا اور وہ ایسا یقین کر لینے میں حق بجانب تھا وہ تو اس کی افواج کی انتہا درجہ کی بزدلی تھی یا معجزہ تھا جو رونما ہو گیا کہ کسی رکاوٹ کے بغیر ہی وہ آگے بڑھنے سے رک گئی اور سوئی ہوئی پاکستانی افواج نے اسے B.R.B نہر کے اس پار جا لیا۔ ۱۹۷۱ء میں مشرقی پاکستان جو اس کی جھولی میں گرا چاہتا تھا۔ ایسی صورت میں بھی کسی اقدام سے پہلے اس نے نہ صرف وقت کی دونوں سپرپاورز امریکہ اور روس کی سرپرستی حاصل کر لی تھی بلکہ چین کو بھی یہ بات سمجھا دی گئی تھی کہ مشرقی پاکستان کے لوگ پاکستان کے ساتھ نہیں رہنا چاہتے اور چین نے اس بات پر یحیٰی خان کو سمجھانے کی کوشش کی تھی، جس پر یحیٰی خان نے چین کو وہ احمقانہ فقرہ کہا تھا:

"I thought you were friend"

کہنے کا مطلب صرف یہ ہے کہ بھارت اس وقت تک کوئی بڑی فوجی کارروائی کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا جب تک سپر قوتیں اسے مکمل فتح کا یقین نہ دلا دیں۔ یہی وجہ ہے کہ ۱۹۶۵ء میں چند کمانڈوز کی کشمیر میں ادھوری سی کارروائیوں کو وہ برداشت نہ کر سکا اور لاہور پر حملہ کر دیا اور اب دس سال سے اپنے بے پناہ وسائل اور جانوں کے تلف ہونے کے باوجود وہ پاکستان پر حملہ کرنے سے گریز کر رہا ہے۔ اگر پاکستان آگے بڑھ کر سیاچین کے محاذ کی شہ رگ یعنی کارگل پر اپنے پنجے نہ گاڑ دیتا تو جنگ کے امکانات اب بھی پیدا نہ ہوتے۔ کارگل کی پہاڑیوں پر So Called مجاہدین کے قبضہ کے بعد بھارت کے اس محاذ پر روزانہ ۷ تا ۸ کروڑ روپے اٹھنے والے اخراجات یکدم پینتیس سے چالیس کروڑ روپے ہو گئے ہیں۔ لیکن وہ اب تک بھرپور جنگ سے گریز کر رہا ہے۔ اگر پاکستان مزید دو ماہ کارگل کی پہاڑیوں پر اپنا قبضہ قائم رکھ سکا تو سیاچین کے بعض حصوں کو بھارت خالی کر دینے پر مجبور ہو گا۔ صرف ایک بات سے یہ شک گزرتا ہے کہ بھارت جنگ میں پہل کر کے اپنی روایت توڑے گا اور وہ ستمبر کے انتخابات ہیں کیونکہ سیاسی لیڈر چاہے بھارتی ہندو ہی کیوں نہ ہو، کرسی کی خواہش غالب آ سکتی ہے۔ یہ خواہش بڑی دلیلیں اکٹھی کر لیتی ہے اور بڑی تاویلیں گھڑ لیتی ہے جس سے عقل مغلوب ہو جاتی ہے۔ وگرنہ ہندو کی نفسیات اور بھارت کی تاریخ یہ بتاتی ہے کہ جنگ نہیں ہو گی۔ اس لئے کہ جنگ ہونے یا نہ ہونے کا اصل انحصار واحد سپرپاور امریکہ کی یقین دہانی پر ہے۔ جبکہ امریکہ بھارت کی فتح کی یقین دہانی تو کروا سکتا ہے لیکن بھارت کے ایک بڑے حصے کی تباہی کو کیسے بچا سکتا ہے اور ہندو یہ رسک نہیں لے گا۔ اگر اس وقت پاک بھارت جنگ چھڑ جائے تو اس کا نتیجہ کیا نکلے گا وہ تو اللہ ہی بہتر اور صحیح جانتا ہے لیکن دفاعی ماہرین کا اندازہ ہے کہ واضح فاتح اور مفتوح کوئی بھی نہیں ہو گا البتہ یہ بالکل واضح ہے کہ دونوں طرف سے بہت بڑی تباہی ہو گی۔ واحد سپرپاور امریکہ اس جنگ کو اپنے مفادات کے حوالے سے لے گا۔ لہٰذا پاکستان کی مکمل تباہی بھی اس کے مفاد کے خلاف ہے۔ لیکن بھارت کی طاقت کو اگر ضعف پہنچتا ہے تو امریکہ کو اس کا ناقابل تلافی نقصان پہنچے گا، پھر وہ کس کو اس چین کے خلاف کھڑا کرے گا جو بین البراعظمی اینٹی بلاسٹک میزائل تیار کر چکا ہے کہ جن سے واشنگٹن کو بھی نشانے پر لیا جا سکتا ہے۔

دوسری طرف امت مسلمہ کی بھی ایک تاریخ ہے۔ اس کے ہاتھ جب بھی کوئی جوہر قابل لگا ہے (یہ جوہر قابل امت مسلمہ کے اتحاد، انتہائی صالح قیادت اور ایٹم بم کی صورت میں بھی ہو سکتا ہے یا کسی اور صورت میں بھی ہو سکتا ہے۔) تاریخ پکار پکار کر ہمیں بتاتی ہے کہ یہ جوہر قابل دشمن کبھی ہم سے کھلم کھلا جنگ میں نہیں چھین سکا۔ دشمن صرف داخلی تخریب کاری اور اندرونی سازشوں اور غداران ملت کے ذریعے ہمیشہ اپنے مذموم عزائم میں کامیاب ہوا۔ لہٰذا راقم کو یقین ہے کہ جب جنگ کے بادل چھٹ جائیں گے تو ملک میں تخریب کاری کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہو گا جو موجودہ حکومت اور دوسری آنے والی حکومتوں کو کمزور سے کمزور تر کرتا چلا جائے گا۔ بالآخر ایک وقت (خاکم بدھن) آ جائے گا کہ ہماری کوئی کمزور حکومت اپنی یہ ایٹمی صلاحیت وقت کی سپرپاور کو پلیٹ میں رکھ کر پیش کر دے گی۔ پھر ہم صرف بھوٹان اور نیپال کی سطح پر زندہ رہ سکیں گے۔ ملک میں تخریب کاری کیوں ہو گی اور کون کرے گا اس سوال کا آسان جواب یہ ہے کہ جو قوتیں اور تنظیمیں کشمیر میں جانیں اور مال کھپا رہی ہیں اگر کارگل سے پسپائی اختیار کی گئی تو وقت کی حکومت کے خلاف جہاد کو ان کے ایمان کا جزو بنا دینا کتنا آسان ہو گا۔ پھر داخلی جنگ جاری رہے گی تاوقتیکہ دشمن اپنے مطلوبہ ہدف کو حاصل نہیں کر لے گا۔

اگرچہ جنگ ایک ناپسندیدہ شے ہے لیکن اگر کارگل

سے پسپائی نہ قبول کرنے کی وجہ سے بھارت ہم پر جنگ مسلط کر دیتا ہے تو راقم کو یقین ہے کہ شدید نقصانات اٹھا لینے کے باوجود ہم ان شاء اللہ اپنا جغرافیائی Structure بچالینے میں کسی نہ کسی طرح کامیاب ہو جائیں گے اور اس ہلاکت خیز جنگ کے نتیجے میں جو سختیاں اور مصائب اس قوم پر ٹوٹ پڑیں گی اس سے شاید اصلاح کا داعیہ بیدار ہو جائے وگرنہ کسی کمتر جھٹکے سے یہ سود خور' جوئے کی رسیا اور تجارتی بددیانتی کو اپنا رہنما اصول بنا لینے والی قوم اصلاح پذیر ہوتی نظر نہیں آتی۔ پجارو گروپ جس طرح مضبوط سے مضبوط تر ہوتا چلا جا رہا ہے اور محروم عوام جن حسرت بھری نگاہوں سے انہیں دیکھتے ہیں' اس کا نتیجہ یہی نکلے گا کہ آنے والے دنوں میں کم از کم حصول دولت کے حوالے سے گناہ کا تصور ختم ہو جائے گا پھر آخر کونسا معجزہ رونما ہو گا کہ ہم نہ صرف خود سنور جائیں گے بلکہ کہیں دور دراز امت مسلمہ کی مدد کو پہنچ سکیں گے۔

جنگ سے ہر حالت میں پہلو تہی کرنے کے حوالے سے ایک اور سوال جواب طلب ہے کہ ۱۹۸۴ء میں جب بھارت نے سیاچین پر پاکستان کے حصے پر قبضہ کیا تھا اس وقت مسئلہ کشمیر مکمل طور پر سرد خانے میں تہہ در تہہ ڈمپ ہو چکا تھا۔ کسی اور حوالے سے بھی پاکستان بھارت کشیدگی نہیں تھی۔ ایسی صورت میں بھارث کو کیا مجبوری لاحق ہوئی تھی کہ اس نے سیاچین پر قبضہ کر لیا تھا اور اب کیا گارنٹی ہے کہ جوں جوں ہم پسپائی اختیار کرتے چلے جائیں گے وہ آگے سے آگے بڑھتا نہیں چلا جائے گا۔ بات بالکل سیدھی ہے بلکہ دو اور دو چار کی طرح واضح ہے کہ جس طرح ایٹمی اسلحہ نے دنیا میں جنگ کے امکانات کو ختم کر کے رکھ دیا ہے اسی طرح دلیری اور ڈٹ کر میدان میں آ جانے سے ہی یہ جنگ رک سکے گی۔ پسپائی اختیار کرنے سے جنگ فوری طور پر ملتوی تو ہو جائے گی لیکن کل کلاں ایک بڑی جنگ بن کر ہمارے گلے پڑے گی۔ آج کارسک کل کی یقینی ہلاکت میں تبدیل ہو کر رہے گا۔ ایک مغربی مفکر کا قول ہے کہ بزدلی جنگ کا اور بہادری امن کا پیغام لاتی ہے۔ راقم کو یقین ہے کہ کارگل میں ڈٹے رہنا امن کا اور پسپائی اختیار کرنا جنگ کا باعث بنے گا۔

فرمان رسول ﷺ

جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رضی اللّٰہ عنہ اَنَّہٗ سمع النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ' یقول : ((لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ قَاطِعٌ))

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ "قطع رحمی کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا"۔ (متفق علیہ)

خبر نامہ اسلامی امارت افغانستان

ضربِ مؤمن' ۲۵ جون تا یکم جولائی ۹۹ء

30 نئی فیکٹریوں کا تعمیری منصوبہ : 3438 افراد کا معاشی مسئلہ حل ہو جائے گا

ملک میں مزید ۴۰ فیکٹریاں قائم کی جائیں گی۔ ان فیکٹریوں کے کام شروع کرنے سے ۳۴۳۸ بے روزگار افراد کو روزگار مہیا ہو گا۔ اس بات کا اعلان اسلامی امارت کے اقتصادی کمیشن اور خصوصی سرمایہ کاری کے اجلاس میں ہوا جس کی صدارت نگران کونسل کے نائب مولوی عبدالکبیر نے کی' ان فیکٹریوں میں گھی' صابن سازی' دوا سازی' کپڑا سازی اور دیگر فیکٹریاں شامل ہیں جو کابل' قندوز' ہرات اور جلال آباد میں فعال کی جائیں گے۔

ننگر ہار: ڈیم کی تعمیر سے 10،000 کنال سیراب ہو سکے گی

صوبہ ننگر ہار ضلع سرخرود کی میرزیاں' میرزا علی آباد اور اخند زادگان کا ڈیم جو چند دن پہلے مکمل ہوا تھا' نے کام شروع کر دیا ہے۔ یہ ڈیم وزارت آبپاشی کے فنی ماہرین اور ایک رفاہی ادارے اور علاقے کے لوگون سے تعاون سے بنایا گیا اس بند سے دس ہزار کنال زمین سیراب ہو سکے گی۔ پندرہ سال سے کسی حکومت نے اس کے لئے کوئی انتظام نہیں کیا تھا۔ اسلامی امارت نے گوناگوں مشکلات کے باوجود مسلمان عوام کی خدمت کے لئے قدم اٹھاتے ہوئے یہ مشکل حل کرلی علاقے کے قومی سربراہوں نے اسلامی امارت کا شکریہ ادا کیا اور افغانستان کی تعمیر نو کے لئے اسلامی امارت کی کوششوں کی زبردست تعریف کی۔

ٹیلی فون کوڈ نمبر پر افغانستان پوری دنیا سے رابطہ کر سکے گا

ان شاء اللہ عنقریب افغانستان کا مستقل کوڈ نمبر پر پوری دنیا سے مواصلاتی رابطہ بحال ہو گا۔ افغانستان کا عالمی ٹیلی فون کوڈ نمبر چھ سات سالوں سے بے کار ہو گیا تھا اب وزارت مواصلات کی مسلسل کوششوں سے اسے دوبارہ فعال کر کے کام کرنے کے قابل بنا دیا گیا ہے۔ ان خیالات کا اظہار نائب اور قائم مقام وزیر مواصلات ملا اللہ داد اخوند نے بی بی سی اور وائس آف امریکہ کی پشتو سروسز میں اپنے ایک انٹرویو کے دوران کیا انہوں نے کہا ان شاء اللہ بہت جلد ہمارے عزیز ہم وطنوں کا پوری دنیا کے ساتھ مواصلاتی رابطہ بحال ہو جائے گا۔ انہوں نے کہا جدید ٹیلی فون نظام کی وجہ سے مواصلاتی مشکلات حل ہوں گی اور عوام کو بیرونی دنیا سے رابطہ کرنے کا موقع فراہم ہو گا۔ ملا اللہ داد اخوند نے مزید کہا کہ ابتدائی طور پر ٹیلی فون کا انٹرنیشنل سسٹم کابل' قندھار اور بعد میں دیگر صوبوں میں بھی لگایا جائے گا واضح رہے کہ گذشتہ ۲۰ سال کے دوران پہلی مرتبہ کسی بیرونی بڑی کمپنی نے افغانستان میں اتنے وسیع پیمانے پر سرمایہ کاری کی ہے۔

صوبہ فاریاب کے پاکیزہ ماحول نے حیران کر دیا

افغانستان کے شمالی صوبہ فاریاب کے رہنے والے افغان مہاجر عبداللہ نے گذشتہ روز ضرب مومن کو ایک ملاقات کے دوران بتایا کہ وہ روسی جارحیت کے دوران اپنے خاندان سمیت ہجرت کر کے پاکستان آیا تھا۔ روسی فوجوں کی واپسی کے بعد ربانی دور میں واپس افغانستان لوٹا مگر وہاں بدستور ظلم و ستم اور فحاشی و عریانی کا دور دورہ دیکھ کر انتہائی بددل ہوا اور واپس پاکستان آ گیا۔ عبداللہ نے بتایا کہ اپنے وطن کے حالات پر اس کا دل خون کے آنسو روتا تھا اس نے کہا مجھ سمیت کروڑوں ستم رسیدہ افغانوں کی دعائیں بالآخر رنگ لے آئیں اور افغانستان کے شمالی صوبوں پر بھی طالبان کا قبضہ ہو گیا' جس کے بعد ایک بار پھر میرے دل میں اپنے وطن جانے کی شدید خواہش پیدا ہو گئی۔ عبداللہ کے مطابق اس مرتبہ فاریاب پہنچ کر وہ حیران رہ گیا جہاں پہلے فسق و فجور اور ظلم و زیادتی اور بے حیائی عام تھی وہاں اب ہر طرف شریعت مطہرہ کے پاکیزہ اور بابرکت نظارے نظر آ رہے تھے۔ ہر شخص باشرع اور ہر خاتون پردے میں مستور تھی۔ مساجد نمازیوں سے بھری پڑی تھیں۔ انہوں نے کہا کہ فواحش و منکرات یکسر نابود ہو چکے ہیں۔ طالبان کی آمد کے بعد صوبہ فاریاب کے لوگوں نے سکون کا سانس لیا ہے اور وہ دل سے امارت اسلامی کے استحکام اور طالبان کی کامیابی کے دعاگو ہیں۔

چشم اقوام یہ نظارہ ابد تک دیکھے
رفعت شان رَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ دیکھے

خدا تو ملتا ہے انسان ہی نہیں ملتا
یہ چیز وہ ہے جو دیکھی کہیں کہیں میں نے

معاشرے کو "مذہب کی خرافات" سے نجات دلانا

پاکستانی ٹیلی ویژن کا اصل "ہدف"

پروفیسر شمیم احمد حقائق سے پردہ اُٹھاتے ہیں

آج میں کچھ ایسے ذاتی تجربات پیش کرنا چاہتا ہوں جو ہمارے ذرائع ابلاغ کے بنیادی کردار اور ان کے ایسے مقاصد پر روشنی ڈالتے ہیں' جن سے یقیناً آپ اس سے قبل واقف نہیں ہوں گے اور اس کے ساتھ آپ کو یہ بھی بخوبی علم ہو جائے گا کہ پاکستان میں ذرائع ابلاغ کو استعمال کرنے والوں کے عزائم کیا ہیں۔ میں اس صورت حال سے اچانک اس وقت دوچار ہوا تھا جب کراچی ٹی وی سٹیشن قائم ہو رہا تھا اور اس کے پہلے جنرل مینجر ایک ایسے صاحب مقرر ہوئے تھے جن کو ریڈیو پاکستان قائم کرنے اور چلانے میں ید طولیٰ حاصل تھا' یہ صاحب تھے مرحوم ذوالفقار علی بخاری' جن کی اہلیت اور صلاحیت کا ایک زمانہ معترف تھا۔ بخاری صاحب نے کراچی ٹی وی کے لئے فنکاروں' لکھنے والوں اور متوقع پروڈیوسر صاحبان کی ایک خصوصی نشست طلب کی۔ یہ خاکسار بھی مدعو تھا۔ یہ نشست ان افراد پر مشتمل تھی جن سے بخاری صاحب خصوصی کام لینا چاہتے تھے۔

ہم ٹی وی سے کیا کام لیں گے؟

انہوں نے کہا آپ حضرات کو معلوم ہے کہ ٹی وی بیسویں صدی کا سب سے موثر تفریحی و سماجی آرگن ہے جو کسی معاشرے کے تمام گھرانوں اور خاندانوں کی پرائیویٹ زندگی میں مداخلت کرتا ہے اور جس کی زندگی میں کوئی گھرانہ کسی کی مداخلت کو برداشت نہیں کرتا۔ وہ ٹی وی کے شوق میں ہر اس چیز کو اپنی پرائیویٹ زندگی میں بڑی خوشی سے داخل کرلیتا ہے' جس کے انتخاب میں اس کی مرضی کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ ٹی وی نہ صرف معاشرے کے ہر خاندانی یونٹ کو تبدیل کرنے کا کام کرتا ہے بلکہ اس کا سب سے موثر کام نئی نسلوں کو ماں باپ کی اپنی تربیت سے نکال کر وہ بنا دینا ہے جو ہم چاہتے ہیں۔ یعنی ٹی وی موجودہ بالغوں کے لئے اتنا موثر نہیں ہو گا جتنا ان بچوں کے لئے ہے جو آنکھ کھولتے ہی ٹی وی کے ذریعے تربیت حاصل کریں گے۔ بچوں کا ابتدائی ذہن ایک سلیٹ کی مانند ہوتا ہے جس پر آپ جو نقش ابھارنا چاہیں گے وہی نقش ابھرے گا' گویا یہ آپ کے ہاتھ میں ہو گا کہ آپ پاکستان میں کیسی نسلیں پیدا کرنا چاہتے ہیں' میں یقین دلاتا ہوں کہ ٹیلی ویژن کی آمد کے بعد پاکستان میں ایسی نسلیں اُبھریں گی جو اپنے خیالات' محسوسات اور طرز فکر میں موجودہ معاشرے سے یکسر مختلف ہوں گی۔ یہ میڈیم اتنا موثر اور طاقتور ہو گا کہ اس سے قبل کے اہم ترین میڈیم' ریڈیو' فلم اور اخبارات تین قوتوں کو بیک وقت بروئے کار لائے گا اور ان سب سے زیادہ زود اثر اور قوی اثرات کا محرک ہو گا۔

گویا اب انہیں فلم دیکھنے کے لئے سینما ہاؤس جانے کی ضرورت نہیں' ہر گھر سینما ہاؤس ہو گا اور ہم دو سال کے بچے سے لے کر نوجوان ذہن تک ہر وہ نقش ان کے ذہن میں بٹھا دیں گے جو ہم بٹھانا چاہتے ہیں۔ اس طرح آپ سمجھ سکتے ہیں کہ ہماری ذمہ داری کتنی اہم اور متنوع ہو گی۔ اس طرح آپ حضرات جیسی بنیادیں چاہیں گے اس پر آئندہ پاکستان کی تعمیر و تشکیل ہو گی۔

ہم یہ سفید ہاتھی کیوں لا رہے ہیں؟

اب سوال یہ ہے کہ ہم ٹی وی جیسی قوت کیوں لانا چاہ رہے ہیں؟ جب کہ پاکستان جیسے نو تعمیر اور پسماندہ ملک میں جو ابھی صنعتی ترقی سے بھی کوسوں دور ہے' جو اپنے پیروں پر بھی پوری طرح سے کھڑا نہیں ہوا ہے' جس پر اربوں روپے کا قرض ہے اور جو ریڈیو کی نیڈل بھی خود نہیں بنا سکتا' ہم اس میں یہ سفید ہاتھی کیوں باندھنا چاہتے ہیں' جو ہماری معاشی صورت حال پر مزید بوجھ ثابت ہو گا اور ظاہر ہے کہ جس پر کروڑوں ڈالر قرض لئے جا رہے ہیں اور زرمبادلہ ہمیشہ اس میں ہمیں دوسروں کا دست نگر رکھے گا۔

آپ کو معلوم ہے کہ پاکستان کی ترقی کا سب سے بڑا دشمن ہمارا مذہبی طبقہ ہے جو سیاسی' دینی اور معاشرتی سطح پر ہر حکومت کے لئے راہ کا روڑا بن کر اُبھرا ہے۔ ہماری ہر حکومت کے لئے یہی عنصر ہمیشہ خطرے کا باعث ہوا ہے۔ ٹی وی کا سب سے بڑا مقصد اِن ملاؤں اور مذہبی جنونیوں کے خلاف جہاد کرنا ہے۔

یہ ہمارے ملک کی سب سے بڑی بدنصیبی ہے کہ ہمارا متوسط طبقہ جو سب سے زیادہ پڑھا لکھا ہے' اس کی اکثریت فرسودہ اور رجعت پسند طرز فکر کی حامل ہے۔ ٹی وی کا اوّلین مخاطب یہی طبقہ ہو گا' اس لئے موجودہ حکومت نے اس کو اوّلین اہمیت دی ہے۔ حضرات جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ پاکستان صنعتی ترقی کی طرف بڑھ رہا ہے اور ہماری قوم کے ذہنی اور جذباتی مسائل فرسودہ اور توہم پرستی کے نام پر اس کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں' اس لئے ٹی وی ہی ایک ایسا ادارہ ہے جس کو سوچ سمجھ کر ایک خاص مقصد کے حصول کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس میں ہر سطح پر ایسے ذہنوں اور افراد کو تیار کیا جا رہا ہے جو مذکورہ بالا مقاصد سے ہم آہنگ ہوں اور ہم نے اس کے لئے چند افراد کو باہر ٹریننگ کے لئے بھی بھیجا ہے۔

پی ٹی وی کے دو اہم مقاصد

مزید فرمایا اس صورت میں ٹی وی کے دو بنیادی مقاصد ہوں گے۔

۱) موجودہ حکومت نے پاکستان کی ترقی اور بہبود کے جو کارنامے انجام دیئے ہیں اور حکومت نے پاکستان کو شاہراہ ترقی پر گامزن کرنے کے لئے جو انقلابی تبدیلیاں کی ہیں' آپ کا فرض اولین ہو گا کہ ان کی اہمیت کو اپنے ڈراموں' مذاکروں اور تمام تفریحی پروگراموں میں اُجاگر کریں اور لوگوں کو یہ احساس دلائیں کہ وہ ایک بہت بڑے انقلاب اور ترقی کے موڑ پر ہیں۔

۲) آپ کا دوسرا اور سب سے اہم مقصد یہ ہو گا کہ سب سے پہلے قوم اور متوسط طبقے کو فرسودہ مذہبی تصورات سے آزاد کرائیں اور اس مقصد کو اس خوبی سے انجام دیں کہ لوگوں کو شعوری طور پر اس کا پتہ نہ چلے کہ آپ جدید نسلوں کو مذہبی اثرات سے پاک کرنے کی کوئی مہم چلا رہے ہیں۔ اگر آپ نے یہ کام کرلیا تو یاد رکھئے کہ ہم ہمیشہ کے لئے مذہبی جنونیوں اور ملاؤں سے اپنی معاشرت اور سیاست کو پاک کر دیں گے جو قومی آزاد خیالی کو چیلنج کرتے رہتے ہیں۔

مزید ہدایات

اس تقریر کے بعد موصوف نے شرکاء محفل کو الگ الگ ہدایات جاری کیں مثلاً میں آپ سے ہر اس لکھنے والے کو اپنے پروگرام کے معاوضے کے علاوہ دو سو روپے ماہوار الگ سے دوں گا جو عربی پڑھے گا۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ ٹی وی اور ریڈیو سے ایسے افراد کو بحیثیت عالم دین اور جدید مفکر کی حیثیت میں پیش کر سکیں اور ملاؤں کے اثرات دور کر سکیں جو مذہب کے ٹھیکیدار بنے ہوئے ہیں۔ جنہیں ہم طوعاً و کرہاً پیش کرنے پر مجبور ہیں۔ اس طرح آپ کو مذہب کی خرافات سے معاشرہ کو نجات

دلانے کا کام کرنا ہے۔ دراصل ہم اس ادارے کے ذریعے بالکل جدید ذہنوں کو آگے لانا چاہتے ہیں۔ تاکہ پوری قوم کے محسوسات اور طرزِ فکر کو بدلا جاسکے۔

ایک فریب۔ ترقی اور تفریح کے نام پر

اس کے بعد بخاری صاحب ان افراد کی طرف متوجہ ہوئے جن کو پروڈیوسر ہونا تھا اور فرمایا "آپ اس مقصد کو اس طرح پورا کرسکتے ہیں کہ منافقت اور تضاد کردار کے لئے منفی ڈرامہ کرداروں کے داڑھی لگائیے مضحکہ خیز کرداروں اور یتیم العقل افراد کو مشرقی لباس پہنائیے۔ یہ یاد رکھئے کہ آپ کو اپنے تمام دوسرے کرداروں اور اناؤنسروں کو وہ لباس پہنانا ہے جو ہمارے ترقی یافتہ معاشرہ میں سو سال بعد رائج ہونا چاہئے اور جو اب ایک فیصد سے اوپر کے طبقہ میں رائج ہے' اردو کے قومی تصور کو بھی آپ بدلنے کی کوشش کیجئے اور اسے ایک مشترک زبان سے زیادہ اہمیت نہ دیجئے مقامی زبانوں اور اوپر کے طبقہ کی ملی جلی انگریزی زبان پیش کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

تین گھنٹے پر محیط یہ اعصاب شکن نشست میرے لئے ایک ہولناک حقیقت تھی۔ مجھے پہلی بار یہ معلوم ہوا کہ پاکستان میں حکومت کی سطح پر تعلیمی ترقی کے پُرفریب نام پر اسلام اور پاکستان کے عوام کے خلاف اتنی بڑی سازش بھی کی جاسکتی ہے۔ اس کے ساتھ مجھے یہ تلخ احساس بھی ہوا کہ ہمارے عوام تفریح اور ترقی کے نام پر کتنا بڑا دھوکا کھا سکتے ہیں۔

اس معاملے میں سب سے افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ پاکستان میں کئی حکومتیں بدلیں 'اسلام کے نام لیوا بھی آئے اور اسلام مخالف بھی۔ مگر پی ٹی وی آج بھی اسی پالیسی پر عمل پیرا ہے۔ بلکہ اب تو یہ سب کچھ آنکھوں کے سامنے ہے۔ (بشکریہ "خبرنامہ 'اتحاد الخیر" جنوری ۱۹۹۴ء)

تنظیم اسلامی حلقہ فیروز والہ کا قیام

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ نے حلقہ لاہور ڈویژن کے تحت فیروز والہ' شاہدرہ اور ملحقہ آبادیوں پر مشتمل ایک ذیلی حلقہ فیروز والہ تشکیل دینے کا فیصلہ کیا ہے۔

جناب نعیم اختر عدنان کو نائب ناظم شعبہ نشر و اشاعت کی ذمہ داری سے فارغ کر کے یکم جولائی ۹۹ سے بطور ناظم برائے حلقہ فیروز والہ کی ذمہ داری تفویض کر دی گئی ہے۔

اے اہل نظر ذوقِ نظر خوب ہے لیکن
جو شے کی حقیقت کو نہ دیکھے وہ نظر کیا

اصلاح احوال

ناظم حلقہ پنجاب جنوبی' جناب سعید اظہر عاصم کی جانب سے
صاحبانِ اقتدار کو بھیجے گئے دو فکر انگیز خطوط

محترم جناب ڈپٹی کمشنر صاحب ملتان ڈویژن
محترم جناب شیخ طارق رشید صاحب میئر کارپوریشن ملتان
محترم جناب سٹی مجسٹریٹ ملتان شہر
محترم جناب وزیر اعلیٰ پنجاب' لاہور

عنوان: مدینۃ الاولیاء میں بک اسٹالز پر عریاں و فحش لٹریچر

صاحبان علم ودانش وصاحبان اختیارات واقتدار کی خدمت میں نہایت دردِدل کے ساتھ ایک سنگین مسئلہ پیش کرتا ہوں اس امید پر کہ آپ حضرات اللہ کے عطا کردہ اختیارات کو بروئے کار لا کر ملی' قومی اور دینی حمیت وغیرت کا مظاہرہ فرماتے ہوئے مدینۃ الاولیاء شہر ملتان کی فضاء و ماحول کو ایک ایسی گندگی سے پاک کرنے کا سامان کریں گے جس نے وطن عزیز میں رہنے والے بزرگوں' نوجوانوں اور حوا کی بیٹیوں کو ذہنی طور پر مفلوج اور عملی طور پر ناکارہ کر کے اقوام عالم کے سامنے بے غیرت و بے حمیت بنا کر رب ذوالجلال کے عذاب کا مستحق بنادیا ہے۔ میری مراد شہر ملتان کی دیواروں' ہوٹلوں' دکانوں اور سینما گھروں کے باہر لگی حوا کی بیٹیوں (جو آدم وحوا کی اولاد ہونے کے ناطے ہم سب کی بہنیں اور بیٹیاں ہیں) کی نیم برہنہ تصاویر ہی نہیں بلکہ عریاں ونیم عریاں تصاویر ہیں اور شہر کے بک اسٹالز پر رکھے وہ رسائل وجرائد جو نہ صرف فحش تحریروں بلکہ فحش وعریاں تصاویر سے بھرے ہوئے ہیں اور سرعام فروخت ہوتے ہیں۔ ان سب کی موجودگی میں کسی غیرت مند مسلمان کا زندہ رہنا تو کجا سانس لینا بھی دشوار ہے۔ انسانی فکر و نظر اور کردار و عمل پر ان سب چیزوں کے مضر اثرات کا جائزہ طوالت کلام کے خوف سے پیش نہیں کر رہا بلکہ اس کا اندازہ رب کائنات اور آنحضور ﷺ کی عائد کردہ ان پابندیوں سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے جو پردے کی شکل میں لاگو کی گئی ہیں اور ناچ گانے اور موسیقی وغیرہ سننے کو حرام قرار دے کر بنی نوعِ انسان کو اس لعنت سے بچانے کا بندوبست کیا گیا ہے۔

آپ حضرات تک اس مسئلے کی سنگینی کا احساس پہنچانا میرا فرض ہے سو میں ادا کر رہا ہوں۔ عملی طور پر آپ صاحب اختیار ہیں اس لئے کر گزریئے جو کرسکتے ہیں ورنہ دنیا میں ذلت اور آخرت میں مستقل رسوائی ہم سب کا مقدر بن کر رہے گی۔ اس لئے کہ رب کائنات کے فیصلے اٹل اور بے لاگ ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہمت اور توفیق عطا فرمائے۔ آمین

یوم تکبیر کے حوالے سے ملتان کے میئر کو لکھا گیا خط

محترم جناب شیخ طارق رشید صاحب میئر ملتان
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' امید ہے مزاج بخیر ہوں گے

۲۸ مئی ۱۹۹۸ء کو اللہ تعالیٰ نے ہماری قوم کو اپنی آزادی کی حفاظت کے لئے ایٹمی طاقت جیسی نعمت عطا فرمائی۔ اتنی بڑی نعمت کے میسر آجانے پر ہم سب کو مل کر اللہ تعالیٰ کے سامنے جذبہ تشکر کے تحت سجدہ ریز ہوجانا چاہئے تھا جس کا عملی مظاہرہ یہ ہوتا کہ ہم وطن عزیز کی پاک سرزمین کو اللہ کی نافرمانیوں سے پاک کرنے کی عملی کوشش کرتے تاکہ اللہ کی مزید رحمت کے مستحق قرار پاتے۔ مگر افسوس صد افسوس کہ ہم نے ۲۸ مئی کے دن کو "یوم تکبیر" کا نام دے دیا مگر اللہ کی بڑائی نافذ کرنے کی طرف ایک بھی قدم نہیں اٹھایا۔ اللہ کی فرمانبرداری کی بجائے نافرمانی پر مبنی پروگرام بنا کر اللہ کے غضب کو دعوت دے رہے ہیں۔ آپ کی سرپرستی میں یوم تکبیر کے حوالے سے ترتیب دیئے گئے پروگراموں میں سب سے بڑا اور سب سے مہنگا پروگرام "میوزیکل شو" ہے۔ میوزک کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ "راگ اور ساز آدمی کے دل میں نفاق کی ایسے آبیاری کرتے ہیں جیسے پانی فصل کی"۔ پیارے نبیؐ کے اس فرمان کی روشنی میں اگر آپ اپنے ترتیب دیئے گئے پروگرام کا جائزہ لیں تو ① اللہ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ ② وقت جیسی قیمتی دولت کے ضیاع کا سبب بن رہے ہیں۔ ③ مقروض قوم کی خون پسینے کی کمائی ہوئی دولت ضائع کر رہے ہیں۔ ④ نوجوان نسل کو ذہنی طور پر مفلوج اور عملی طور پر ناکارہ بنانے کے مرتکب ہو رہے ہیں ⑤ محترمہ شازیہ خشک (جو آدم وحوا کی اولاد ہونے کے ناطے ہم سب کی بیٹی اور بہن ہے) کو اسٹیج پر بلا کر قومی بے حمیتی کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔

دل پر ہاتھ رکھ کر بتایئے کہ مرنے کے بعد اللہ کے حضور پیش ہو کر ان سارے گناہوں کا کیا جواز پیش کریں گے اور کس طرح نبی اکرم ﷺ کی شفاعت کے حقدار ہوسکیں گے۔ ایک بھائی کی حیثیت سے دست بستہ گزارش کرتا ہوں کہ خدا کے لئے اللہ کے دیئے ہوئے اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے اللہ کی نافرمانیوں پر مبنی اس پروگرام کو منسوخ کر دیں۔ یقیناً اللہ کی رحمت آپ کے شاملِ حال ہوگی ورنہ دنیا و آخرت کی رسوائی مقدر بن جائے گی۔ اللہ آپ کو صحیح بات سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق اور ہمت عطا فرمائے۔ والسلام

تفریغ اوقات ـــــ ہم کہاں کھڑے ہیں؟

تحریر: محمد سمیع

صاحبو! آپ کو پتہ ہے کہ پاکستان کے قیام کے خواب کو عملی شکل دینے کے لئے قائداعظم کو کتنے پاپڑ بیلنے پڑے۔ ایک جانب ہندوؤں کی مکارانہ قیادت تھی تو دوسری جانب انگریزوں کی عیارانہ سیاست۔ لیکن اپنے کردار کی مضبوطی اور عزم کی بلندی' سے ان دونوں کا مقابلہ کیا اور بغیر ایک لمحہ کو جیل گئے' انہوں نے بالآخر پاکستان قائم کر کے دکھا دیا کیسے؟ انہیں یقین تھا کہ اللہ کے فضل و کرم سے پاکستان قائم ہو کر رہے گا۔ اور دور کیوں جائیے' ابھی کوئی ڈیڑھ عشرے قبل کی بات ہے کہ بھارت نے ایٹمی دھماکہ کیا۔ پاکستانی قیادت نے سوچا کہ جب بھارت ایٹمی قوت نہیں تھا تو ہمیں تین بار اس کی جارحیت کا شکار ہونا پڑا۔ اب اگر ہم نے ایٹمی قوت حاصل نہ کی تو ہمارا مکار دشمن تو ہمیں صفحہ ہستی سے مٹا دے گا۔ لہٰذا اس نے فیصلہ کیا کہ چاہے قوم کو گھاس کھانی پڑے' ہم ایٹمی قوت بن کر رہیں گے' کیونکہ یہ ہماری بقا کا مسئلہ ہے۔ اور ہمارے سائنس دانوں نے بظاہر ناممکن مہم کو سر کر لیا۔ آج پاکستان دنیا کی واحد مسلم مملکت ہے جس نے ایٹمی قوت حاصل کر لی ہے۔ اس طرح یہ عالم اسلام کا ہراول دستہ بن گیا ہے۔

یہ تو بات تھی اجتماعیت کی' اب آیئے انفرادیت کی طرف۔ ایک حکایت نظر سے گزری تھی۔ آپ کو بھی سناتا ہوں۔ دل کی آنکھیں رکھنے والوں کے لئے اس میں عبرت کا کافی سامان موجود ہے۔ ایک نابینا صدا لگا رہا تھا' اے میرے مولا میری بینائی بحال کر دے تاکہ میں بھی تیری دنیا کی رعنائیوں سے محظوظ ہو سکوں۔ ایک بادشاہ کا ادھر سے گزر ہوا' دریافت کیا تو کتنے عرصے سے یہ دعا مانگ رہا ہے؟ جواب دیا کئی برس بیت گئے۔ بادشاہ نے کہا کہ میں ابھی تھوڑی دیر بعد واپس ادھر آؤں گا۔ اگر اس وقت تک تیری آنکھوں کی بینائی بحال نہ ہوئی تو تیری گردن ماردی جائے گی۔ نابینا تو وہ تھا ہی اب تو اسے جان کے بھی لالے پڑ گئے۔ لگا دھاڑیں مار مار کر رونے اور گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ سے بینائی کی بحالی کی دعا کرنے۔ کیونکہ اسے یقین تھا کہ اگر اس کی بینائی واپس نہ آئی تو بادشاہ اس کا سر قلم کروا دے گا۔ اللہ کو رحم آگیا اور اس کی بینائی بحال ہو گئی۔

فرض کیجئے اللہ تعالیٰ کسی ذریعہ سے آپ کے علم میں یہ بات لاتا ہے کہ فلاں مقام پر ایک خزانہ پوشیدہ ہے' تم اسے حاصل کر لو تو تمہارے وارے نیارے ہو جائیں گے۔ تم بیوی بچوں کی تمام فرمائشیں پوری کر سکو گے۔ اور اپنی تمام خواہشات مثلاً عالیشان بنگلہ' سواری کیلئے عمدہ کار' دنیا کی دیگر آسائشیں وغیرہ حاصل کر سکو گے۔ تو کیا آپ نہیں چاہیں گے کہ یہ خزانہ آپ کے ہاتھ آجائے۔ خواہ اس کیلئے آپ کو اپنی جان جوکھوں میں ڈالنی پڑے؟

اسی طرح عزیز رفقاء! کیا آپ کو معلوم نہیں کہ آج دنیا کو عدل و انصاف پر مبنی ایک نظام کی ضرورت ہے جس کو صرف اسلام ہی عطا کر سکتا ہے۔ اگر آج دنیا میں اسلام کا نظام عدل اجتماعی قائم ہو جائے تو انسان کو امن و سکون میسر آجائے۔ لیکن میرے بھائیو! معاف کرنا ہمیں اس بات کا یقین نہیں ہے' ورنہ کیسے ممکن تھا کہ اس کا یقین بھی ہو' اسلام کے پرچم کی سربلندی کی جدوجہد کا عہد بھی کیا ہو اور اس خزانے کے حصول کے لئے ہم اپنی جان جوکھوں میں نہ ڈالیں؟ چھوڑیئے جہاد و قتال کی باتیں' مسلح اور غیر مسلح بغاوت کی باتیں' ہمارا حال تو یہ ہے کہ ہم اتنا وقت بھی نکالنے کے لئے تیار نہیں کہ مہینے میں ایک دو راتیں گھروں کی آسائشوں کو چھوڑ کر شب بسری میں گزار لیں۔ شب بسری کو تو جانے دیجئے' یہ تو بہت بڑی بات ہے' اپنی ہفتہ وار چھٹی کے لئے پہلے سے مصروفیات طے کر لی جاتی ہیں' خانگی مسائل سے لے کر عزیز و اقرباء اور دوست واحباب سے ملاقاتوں کے پروگرام بھی طے ہو جاتے ہیں۔ شادی و دیگر تقاریب میں گھنٹوں ہم وقت ضائع کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں۔ لیکن تنظیم کے اجتماعات میں شرکت غالباً ہماری ترجیحات میں سب سے آخر میں آتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ آخر ایسا کیوں ہے؟ جواب بہت آسان ہے۔ اول تو اس مشن پر یقین کی حد تک ایمان کی کمی۔ اگر کچھ خوش قسمت افراد کو یہ دولت حاصل ہے بھی تو راہ کی رکاوٹ حب عاجلہ بنی ہوئی ہے۔ دیگر مصروفیات کی جزا نقد ہے اور اقامت دین کی جدوجہد کی مصروفیات کا اجر ادھار یعنی آخرت کی زندگی میں اور ہم "نو نقد نہ تیرہ ادھار" پر یقین رکھنے والے لوگ ہیں۔ خوف خدا اور فکر آخرت ہماری منزل کو آسان بنانے والی باتیں ہیں۔ یہ کیسے حاصل ہوں؟ اس کا جواب امیر محترم نے اپنے اس خطاب میں دیا ہے جس کا عنوان ہے۔ "قرآن حکیم سے ہمارے حجاب کے اسباب" اسے غور سے پڑھئے لیکن یہ سمجھ کر کہ اس خطاب کے مخاطب اول آپ خود ہیں کیونکہ ابھی ہم میں اور عام لوگوں میں کوئی خاص فرق پیدا نہیں ہوا۔

ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں

نعیم اختر عدنان

☆ انگلینڈ میں رہتے ہوئے کرکٹ سے ریٹائرمنٹ پر غور کروں گا۔ (وسیم اکرم)

✪ اب تو غالباً آپ کو نہ چاہتے ہوئے بھی ریٹائرمنٹ کا فیصلہ کرنا پڑے گا۔

☆ وزیراعظم کی ہدایت پر ارکان اسمبلی کے مسائل حل کرنے کیلئے چار رکنی کمیٹی کا قیام (ایک خبر)

✪ ۱۵ کروڑ عوام کے مسائل حل کرنے کے لئے بھی کوئی کمیٹی قائم ہونی چاہئے!

☆ بے نظیر اور الطاف حسین کو وطن واپس بلا کر قومی حکومت قائم کی جائے۔ (غلام مصطفےٰ کھر)

✪ مصطفےٰ کھر کے مستقبل کو بہتر بنانے کے لئے یہ ایک اچھی تجویز ہے۔

☆ فی الحال کنٹرول لائن پار کرنے کا ارادہ نہیں (بھارتی وزیراعظم مسٹر واجپائی کا اعلان)

✪ اِن شاء اللہ مستقبل میں بھی بھارت ایسی حماقت نہیں کرے گا۔

☆ حکومت عوام کو سستا اور فوری انصاف فراہم کرنے کے لئے کوشاں ہے۔ (پرویز الٰہی)

✪ آپ کا ارشاد بجا مگر "خاک ہو جائیں گے ہم تم کو خبر ہونے تک"

☆ پاکستانی پولیس کسی کو گولی مارنے سے نہیں ڈرتی۔ (بھارتی صحافی کا تبصرہ)

✪ خصوصاً جعلی پولیس مقابلوں میں!

☆ نیٹو کی فوج دنیا میں کہیں بھی استعمال ہو سکے گی۔ (امریکی جریدہ ٹائم کا انکشاف)

✪ گویا عالم کفر کے لئے خطرہ بننے والے ممالک کو نیٹو کی دہشت گردی کا سامنا کرنا ہو گا۔

"پاکستان' سودی نظام اور قرآن" کے عنوان سے سیمینار کا انعقاد

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے "قرآن فورم" کے زیر اہتمام قرآن آڈیٹوریم لاہور میں "پاکستان' سودی نظام اور قرآن" کے عنوان سے ایک سیمینار منعقد ہوا جس کی صدارت امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے کی۔ مقررین میں جناب عبدالودود خان' چارٹرڈ انجینئر اور جناب عبدالجبار شاکر' ڈائریکٹر لائبریریز پنجاب شامل تھے۔ حافظ عبداللہ محمود نے تلاوت کلام پاک سے سیمینار کا آغاز کیا۔ چیئرمین شعبہ فلاسفی پنجاب یونیورسٹی ڈاکٹر ابصار احمد نے سٹیج سیکرٹری کے فرائض سرانجام دیئے۔ جناب عبدالودود خان نے اپنی گفتگو میں کہا کہ بینک انٹرسٹ ربا کے زمرے میں آتا ہے اور قطعی حرام ہے۔ سود کی شدتِ حرمت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ خنزیر اور مردار کھانے کی اضطراری حالت میں اجازت ہے لیکن ربا کسی صورت میں بھی جائز نہیں۔ انہوں نے کہا کہ انٹرسٹ ریٹ کا اشیاء کی قیمتوں سے براہ راست تعلق ہے۔ جوں جوں انٹرسٹ ریٹ بڑھے گا افراط زر' بے روزگاری اور مہنگائی میں اضافہ ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ سپریم کورٹ کے شریعت اپیلٹ بینچ میں جج صاحبان نے پوچھا ہے کہ سود کا متبادل نظام کیا ہے' مگر اب تک کوئی تسلی بخش جواب نہیں آسکا۔ چنانچہ ضرورت اس امر کی ہے کہ دینی سکالر اپنی توجہ اس طرف مبذول کریں۔ انہوں نے کہا یہ میری تحقیق ہے کہ اگر آج سود کو یکلخت ختم کردیا جائے تو اشیائے صرف کی قیمتوں میں ۲۰ فی صد کمی واقع ہو جائے گی' بجٹ خسارہ کم ہوگا نیز قیمتوں میں کمی کے باعث ایکسپورٹ میں اضافہ ہوگا۔ نتیجتاً دس سال میں ہم اس قابل ہو جائیں گے کہ تمام بیرونی قرضے سے چھٹکارا پاسکیں۔

جناب عبدالجبار شاکر نے شرکاء سے گفتگو کرتے ہوئے بتایا کہ سودی نظام "شرک فی المعیشت" ہے کیونکہ یہ اللہ کی ربوبیت کے بجائے انسانوں کی ربوبیت قائم کرنے کی سازش ہے۔ انہوں نے کہا کہ ملت اسلامیہ کی بقاء سودی نظام کے خاتمہ سے وابستہ ہے جبکہ سودی معیشت ہر معاشرے اور ہر مذہب میں حرام رہی ہے۔ اور دنیا بھر کے ماہرین اس بات پر متفق ہیں کہ صرف وہی نظام معیشت مضبوط ترین ہوگا جو زیرو فی صد انٹرسٹ ریٹ پر قائم ہو۔

انہوں نے کہا کہ دستور پاکستان کی رو سے حکومت کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ عوام کو اسلامی نظریہ حیات کے مطابق زندگی گزارنے کا ماحول فراہم کرے۔ چنانچہ حکومت کو چاہئے کہ وہ سود کا خاتمہ کرکے اپنی معیشت کا رُخ صحیح سمت میں ڈالے۔ انہوں نے کہا کہ سود کا متبادل نظام دینے کا کام اگر عدالت کے سپرد کردیا گیا تو اس میں ضعف باقی رہے گا جو سودی مختلف شکلوں کے جواز کا سبب بن سکتا ہے۔ لہٰذا اس کا درست طریقہ یہ ہے کہ آئین میں سود کی حرمت کا اصولی حکم درج کیا جائے جبکہ دیگر جزئیات ملک کے ٹیکنو کریٹس طے کریں۔ انہوں نے کہا کہ اس کام کیلئے آج اجتہادی بصیرت کا تقاضا یہ ہے کہ قرآن و سنت کی واضح نصوص کی روشنی میں تحقیقی کام کرنے کیلئے ادارے اور یونیورسٹیوں میں شعبے قائم کئے جائیں تاکہ اسلام کے عادلانہ نظام کو قائم کرنے کیلئے ایک تحریک برپا ہو سکے۔ انہوں نے اسلامی بینکنگ کے قیام کے حوالے سے بتایا کہ مضاربہ کی صورت میں صرف اسلام ہی دنیا کو وہ واحد نظام دیتا ہے جس میں محنت کے استحصال کا راستہ روک دیا گیا ہے اور محنت کو سرمائے کے برابر دستوری تحفظ دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مستقبل میں اسلامی معیشت ہی دنیا کو یہودی مالیاتی استعمار کی غلامی سے نجات دلا سکتی ہے۔ چنانچہ یہ مسلم ممالک کی اجتماعی ذمہ داری ہے کہ اس نظام کے قیام کیلئے اپنے تمام وسائل بروئے کار لائیں۔

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے اپنے صدارتی خطاب میں سیمینار کے موضوع کے حوالے سے کہا کہ پاکستان وہ واحد ملک ہے جو اسلام کے نام پر معرض وجود میں آیا۔ اور برصغیر میں مجددین اسلام و مشائخ عظام کی چار سو سالہ تجدیدانہ مساعی کی تاریخ ظاہر کرتی ہے کہ پاکستان کے خطے سے اللہ تعالیٰ کی خصوصی مشیت وابستہ ہے اور صحیح احادیث میں قیام قیامت سے پہلے عالمی غلبہ اسلام کی پیشین گوئیوں کے حوالے سے پاکستان کوئی اہم رول ضرور ادا کرے گا۔ اس ضمن میں پاکستان کی اسلام کی طرف پیش رفت سست ضرور ہے لیکن مایوس کن نہیں کیونکہ یہی وہ واحد ملک ہے جس کی نمائندہ اسمبلی نے قرارداد مقاصد کی صورت میں اللہ کی حاکمیت کا ببانگ دھل اعلان کیا۔ اسی طرح پاکستان کی فیڈرل شریعت کورٹ نے بینک انٹرسٹ کو ربا قرار دینے کا تاریخی فیصلہ دیا۔ اگرچہ یہ فیصلہ ابھی Implement نہیں ہوا اور حکومت کی اپیل پر سپریم کورٹ کے شریعت اپلیٹ بینچ میں اس کی سماعت جاری ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ امر حکومت کی بددیانتی کا مظہر ہے کہ حکومت اپنی قائم کردہ راجہ ظفر الحق کمیٹی کی رپورٹ دبا کر عدالت سے متبادل مانگ رہی ہے کیونکہ سود کا متبادل نظام فراہم کرنا عدالت کا کام نہیں بلکہ یہ حکومت کا کام ہے۔ افسوسناک پہلو یہ ہے کہ نہ صرف عوام بلکہ دینی جماعتیں بھی اس مسئلے میں کوئی دلچسپی نہیں لے رہیں۔ سود کی حرمت کی حکمتیں بیان کرتے ہوئے امیر تنظیم اسلامی نے کہا کہ قرآن میں کسی اور شے کی حرمت کیلئے "اللہ اور رسول سے اعلان جنگ" جیسے سخت الفاظ استعمال نہیں ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ قرآن کی رُو سے زائد از ضرورت رقم کا مصرف "صدقات" ہیں جبکہ مادہ پرست ذہن اس پیسے سے بھی منافع کمانا چاہتا ہے جس سے "سودی نظام" کی بنیاد پڑتی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ از روئے قرآن صدقات مال کی بڑھوتری کا ذریعہ ہیں جبکہ سود مال میں کمی لاتا ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ صدقات کے ذریعے جو رقم معاشرے کے ضرورت مند لوگوں میں جاتی ہے اس سے ان لوگوں کی قوت خرید بڑھتی ہے جو معیشت میں تیزی کا باعث بنتی ہے۔ دوسری طرف سود پر قرض کے لین دین سے جہاں رقوم کے بلاک ہونے سے سرمایہ کاری رک جاتی ہے وہاں سود در سود کے معاملہ کی وجہ سے پیداوار کی لاگت میں اضافہ کے باعث اشیائے صرف معاشرے کے ایک بڑے طبقے کی پہنچ سے دور ہو جاتی ہیں اور نتیجہ معیشت کی بدحالی پر منتج ہوتا ہے۔ البتہ اگر کوئی اپنی سرپلس رقم سے منافع کمانا چاہتا ہے تو اسلام نے مضاربت کی صورت میں ایک راہ کھلی رکھی ہے۔ اس صورت میں مارکیٹ میں براہ راست پیسہ آتا ہے جس پر سودی نظام کی طرح پہلے سے کوئی بوجھ نہیں ہوتا۔ لہٰذا لاگت کم ہونے کے باعث اشیاء کی قیمتیں مستحکم رہتی ہیں۔ انہوں نے سودی نظام کے خاتمہ کے حوالے سے تجاویز دیتے ہوئے کہا کہ دور ملوکیت میں اسلامی نظام معیشت میں سب سے پہلا سود مضارعت کی شکل میں در آیا جو زمین کا سود ہے جبکہ تجارت میں بیع موجل اور بیع مرابحہ کی صورت میں سود شامل ہوا۔ اسی طرح اسلام میں لمیٹڈ کمپنی کے مقابلے میں مشارکت کا تصور دیا گیا ہے۔ چنانچہ جب تک ان سارے معاملات کی اصلاح نہیں ہوگی معیشت کو اسلامی نہیں بنایا جاسکتا۔ موجود بینکنگ نظام کو اسلامائز کرنے کے لئے شیخ محمود احمد مرحوم کے مجوزہ فارمولے (Time Multiple counter loan) سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔

(رپورٹ : فرقان دانش خان)

بیع موٴجل اور بیع مرابحہ

بیع موجل یہ ہے کہ کوئی چیز ادھار کی بنیاد پر فروخت کی جائے اور خریدار کو ادائیگی میں دی گئی اس سہولت کے عوض فریقین کی رضامندی سے اس کی مروجہ بازاری قیمت (یعنی نقد قیمت) میں تھوڑا سا نفع شامل کرکے "نئی قیمت" مقرر کرلی جائے۔ تاہم ایسی صورت میں اگر خریدار کسی مجبوری کی وجہ سے معین کردہ مدت میں ادائیگی نہ کرسکے اور تاخیر کردے تب بھی اس کی قیمت وہی برقرار رہے گی جو ابتداء میں طے کرلی گئی تھی۔ اس میں کسی طور اضافہ نہیں کیا جاسکے گا۔

بیع مرابحہ سے مراد ہے کہ خریدار اپنی کوئی شے خریدنے کے لئے کسی کو وکیل مقرر کرے اور یہ وکیل اپنی خدمات کے عوض اسے یہ چیز تھوڑا سا نفع لے کر فروخت یا مہیا کرے۔

کاروانِ خلافت منزل بہ منزل

جھنگ میں 25 روزہ قرآنی تربیت گاہ : بیابہ مجلس قرآن ویک دو ساغر کش

حضرت شیخ الہندؒ نے آج سے ۸۰ برس پہلے اسارت مالٹا سے واپسی پر استقبالیہ اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے قرآن مجید کو معناً عام کرنے کے ضمن میں گلی گلی دروس قرآن کی جس خواہش کا اظہار فرمایا تھا الحمدللہ کہ وہ دعوت اب کم از کم پاکستان میں عمومی طور پر خوشگوار اثرات پیدا کر رہی ہے۔

جھنگ میں اسی دعوت کے ضمن میں تعلیم یافتہ حضرات کو قرآن مجید سے معناً روشناس کرانے کی کوششیں بھی وسعت پذیر ہیں اور حالیہ تعطیلات گرما میں انہی کوششوں نے ایک (۲۵) روزہ قرآنی تربیت گاہ کی شکل اختیار کی ہے۔

گزشتہ اپریل ۹۹ میں انجمن خدام القرآن جھنگ کے اجلاس میں طے پایا تھا کہ اس بات کے امکان کا جائزہ لیا جائے کہ آیا ۲۵ روزہ تربیت گاہ کے انعقاد اور اس کے لئے مناسب جگہ مل سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس فیصلے میں اتنی برکت دی کہ اس کے لئے حالات سازگار ہوتے چلے گئے بلکہ جس دوست سے بھی اس تربیت گاہ کا تذکرہ کیا اس نے اس کو خوش آئند قرار دیا اور اس میں شرکت کی خواہش ظاہر کی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے ایک مرکزی جگہ کا اہتمام بھی فرمادیا۔ اللہ تعالیٰ اس سلسلہ میں تگ و دو کرنے والے احباب اور تعاون کرنے والے تمام دوستوں کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین

دوسرے مرحلہ میں اس کے لئے ایک سادہ سا دعوتی خط لکھ کر اس کی تقریباً ۲۰۰ کاپیاں قریبی احباب میں ذاتی طور پر دوستوں نے تقسیم کیں اور اسے منسلکہ ارادۂ شرکت فارم پر کرا کر واپس لے لئے۔ اس مہم میں چالیس سے زائد حضرات نے شرکت پر آمادگی ظاہر کی۔

آخری مرحلے میں جب تعطیلات گرما کی حتمی تاریخوں کا اعلان ہو گیا تو پھر اس تربیت گاہ کا تفصیلی پروگرام طے کر کے تقریباً ۳۰۰ کی تعداد میں متعلقہ احباب' اساتذہ' پروفیسرز اور دیگر اہل علم اور قدر دان حضرات میں تقسیم کئے گئے۔ اس تفصیلی پروگرام کو تربیت گاہ کے انعقاد سے پہلے ہی قدر دان حضرات نے بہت سراہا۔ پہلا پیریڈ مطالعۂ قرآن حکیم دوسرا بنیادی عربی گرامر' تیسرا مطالعۂ کلامِ اقبال' چوتھا مطالعۂ تاریخ اور آخری پیریڈ مطالعۂ احادیث پر مبنی تھا۔ یہ پروگرام پہلے صبح ۸ بجے سے دوپہر ایک بجے تک (درمیان میں ۱/۲ گھنٹہ کا وقفہ برائے چائے) ترتیب دیا تھا مگر احباب کے اصرار پر اور جھنگ میں اپنی نوعیت کے پہلے پروگرام کے پیش نظر اس کا دورانیہ کم کر کے صبح ۸ بجے سے دوپہر ۱۱.۳۰ بجے تک کر دیا گیا۔

تفصیلی پروگرام میں منتخب نصاب کے تمام عنوانات' عربی گرامر کے اسباق' تاریخ اسلامی کے عنوانات' کلامِ اقبال کے متعلقہ حصوں کی تفصیل اور منتخب احادیث کے نصاب کی پوری تفصیل درج کی گئی تھی۔

یہ پروگرام ۱۷/ جون ۹۹ء سے شروع ہے جو ۱۱ جولائی ۹۹ء تک جاری رہے گا۔ جمعہ کو تعطیل ہوتی ہے اور اتوار کو پروگرام جاری رہتا ہے۔ پہلے دن افتتاحی تقریب میں مقامی شوگر مل میں چیف الیکٹریکل انجینئر جناب نصرت علی صاحب جو نقشبندی سلسلہ کے معروف بزرگ ہیں' تشریف لائے۔ تقریب سے پرنسپل قرطبہ ڈگری کالج جھنگ جناب مہر محمد سرور اور پرنسپل گورنمنٹ کالج ٹوبہ جناب خلیل الرحمٰن نے بھی خطاب فرمایا۔ مہمان خصوصی نے قرآن مجید کے تعلم اور تعلیم پر زور دیتے ہوئے نہایت مدلل انداز میں گفتگو فرمائی اور محفل کو واقعتاً گرما دیا چنانچہ شرکاء اس گفتگو سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔

افتتاحی اجلاس میں (۵۱) حضرات نے شرکت کی جب کہ مستقل شرکاء کی تعداد ۳۲ ہے۔ علاوہ ازیں روزانہ ۸ سے ۱۰ حضرات غیر مستقل انداز میں تشریف لے آتے ہیں۔ اس طرح اس پروگرام میں خاصی رونق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس پروگرام کو جو پذیرائی بخشی ہے اس پر ہمارے سر بارگاہ الٰہی میں جھکے جا رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں جن احباب و رفقاء نے رات دن محنت کی ہے اور کر رہے ہیں' ان کے لئے بھی دل سے دعائیں نکل رہی ہے کہ بغیر کسی ظاہری فائدے کے کچھ لوگ صرف اللہ کی کتاب سے تعلق کی خاطر اتنی بھاگ دوڑ فرما رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں "مَنْ دَعَا اِلَيه هُدِىَ اِلٰى صِرَاطٍ مستقيم" کا مصداق بنادے۔ آمین

اس تربیت گاہ کے بارے میں لوگوں کو جیسے جیسے ذاتی رابطے سے پتہ چل رہا ہے' نئے لوگ بھی اس میں شرکت کے متمنی نظر آرہے ہیں اور بطور مشاہدہ و معائنہ ایک آدھ دن کے لئے تشریف لا کر اس سے استفادہ کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اشاعت قرآن کی اس دعوت کو اہالیانِ جھنگ کے لئے "رجوع الی القرآن" کی دعوت میں ڈھال دے تاکہ لوگ جوق در جوق قرآن مجید اور اس کے تعلیم و تعلم پر آمادہ ہو کر اپنا تن من دھن اس منافع بخش کام میں لگا دیں۔ یہاں تک کہ انجمن کے مقاصد کو فروغ حاصل ہو اور ایک علاقائی قرآن اکیڈمی کا منصوبہ عملی شکل اختیار کر سکے۔ آمین یارب العالمین

(رپورٹ : مختار حسین فاروقی)

اُسرہ دیر کا ایک روزہ دعوتی پروگرام

دعوت دین کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لئے اُسرہ دیر کی سرگرمیاں دو تین مہینے سے تیز تر ہو گئی ہیں۔ اب یہاں مہینے کے ہر پہلے اتوار کو ایک تنظیمی اجتماع منعقد ہوتا ہے جس میں پورے مہینے کے لئے پروگراموں کا شیڈول مرتب کیا جاتا ہے۔ ماہ مئی میں بھی شیڈول کے مطابق پانچ پروگرام منعقد کئے گئے۔ جن میں خصوصی اہمیت کا حامل ایک روزہ دعوتی اجتماع تھا۔

۲۲ مئی کو قبل نماز عصر دیر کے رفقاء مولانا غلام اللہ حقانی کے ساتھ باوجود خراب موسم کے جامع مسجد پکیاتن پہنچے۔ بعد نماز عصر مولانا حقانی نے "عبادت کا صحیح تر قرآنی تصور" کے موضوع پر خطاب کیا۔ اس خطاب میں موصوف نے مدلل انداز میں بتایا کہ عبادت صرف نماز' حج' زکوٰۃ ہی نہیں بلکہ چوبیس گھنٹے کی زندگی میں ہر معاملے میں اور ہر گوشۂ زندگی میں اللہ کے احکام اور سنت نبویؐ کی مکمل اطاعت کو "عبادت رب" کہتے ہیں۔ اس خطاب کے بعد یہاں کے مقامی تبلیغی حضرات کے ساتھ مغرب تک ایک مفصل نشست ہوئی۔ جس میں مختلف موضوعات پر بحث ہوئی۔ نماز مغرب کے بعد "دعوت دین کی اہمیت' اور اس کا صحیح طریقہ کار" پر مولانا غلام اللہ حقانی نے مفصل خطاب کیا۔ انہوں نے بتایا کہ آج امت مسلمہ خواب خرگوش کی نیند سو رہی ہے اور عالم کفر اسلام کے خلاف سازشوں میں مصروف ہے۔ لہٰذا یہ اب ہمارا بنیادی فرض ہے کہ ہم اسلام کو بچانے کی فکر کریں اور اسے غالب کرنے کے لئے اپنا مال' جان' زندگیاں سب کھپا دیں۔ بعد نماز عشاء درس قرآن ہوا۔ جس میں سورہ فاتحہ پر گفتگو ہوئی۔

بعد نماز فجر مولانا نے درس حدیث دیا۔ انہوں نے فرمایا کہ آج ہم طاغوتی نظام کے تحت زندگی گزار رہے ہیں جس کی وجہ سے مکمل دین پر عمل کرنا ممکن نہیں۔ چنانچہ سب سے پہلے اس نظام باطل کی تبدیلی ناگزیر ہے۔

ناشتے میں مقامی تبلیغی بھائی اور رفقاء تنظیم اسلامی مل بیٹھے۔ تبلیغی حضرات نے بڑی فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا کہ آج ہماری آنکھیں کھل گئی ہیں کہ دین کا اصل تصور کیا ہے اور کرنے کا اصل کام کیا ہے۔

آخر میں انہوں نے کہا کہ آپ آئندہ بھی ہماری مسجد میں تشریف لائیں۔ ان شاء اللہ ہم آپ کا بھرپور ساتھ دیں گے۔ یہ پروگرام اپنی نوعیت کے لحاظ سے اس لئے بڑا کامیاب رہا کہ اس میں علاقے کے تمام مکاتب فکر کے لوگوں اور خصوصاً نوجوانوں نے بڑی دلچسپی اور انہماک کے ساتھ حصہ لیا۔ (رپورٹ : ہدایت فاروقی)

حلقہ لاہور کے زیر اہتمام دو روزہ پروگرام

۱۲/ جون صبح آٹھ بجے قرآن اکیڈمی لاہور سے دو روزہ کے شرکاء جامع مسجد صدیقیہ رحیم' ٹاؤن شپ کے لئے روانہ ہوئے۔ مسجد پہنچ کر تحیۃ المسجد کے نوافل ادا کئے گئے۔ بعد ازاں امیر لاہور وسطی حافظ محمد عرفان نے تذکیر بالقرآن کی ذمہ داری ادا کی اور اللہ کے راستے میں نکلنے کے فضائل بیان کئے۔ اس کے بعد شرکاء کا تفصیلی تعارف ہوا۔ حافظ محمد عرفان نے "مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق" اختصار کے ساتھ بیان کئے جبکہ محمد رشید ارشد نے "نبی

اکرم ﷺ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں" کے موضوع پر گفتگو کی پھر رفقاء کے گروپ بنا کر انہی موضوعات کی تکرار کی گئی۔ نماز ظہر کے بعد نثار احمد خان نے نمازیوں کے سامنے فرائض دینی کا جامع تصور بیان کیا۔ دوپہر کے کھانے اور قیلولے سے فارغ ہو کر سوا چار بجے رشید ارشد نے "ذکر اللہ" کی فضیلت بیان کی۔ امیر قافلہ اشرف وصی صاحب نے رفقاء کو اذکار مسنونہ اور مسنون دعائیں اپنے معمول میں شامل کرنے کی تلقین کی۔ حافظ محمد عرفان نے حضور ؐ سے مختلف مواقع پر منقول چند دعائیں ذہن نشین کروائیں۔ بعد نماز عصر ڈاکٹر شوکت رؤف صاحب نے نمازی حضرات کے سامنے مختصر بیان کیا۔ رفقاء کی تربیتی نشست میں جناب اشرف وصی صاحب نے "تنظیم اسلامی کی دعوت کیا' کیوں اور کیسے؟" کے موضوع پر مذاکرہ منعقد کیا۔ بعد نماز مغرب حافظ محمد عرفان نے "تذکیر بالآخرۃ" کے موضوع پر سورۂ ملک کی آیات نمبر ۸ تا ۱۱ کے حوالے سے درس قرآن دیا۔ درس قرآن کے بعد رفقاء نے سیرت صحابہؓ سے مختلف واقعات بیان کئے۔ بعد نماز عشاء حافظ محمد عرفان نے تجوید کے قواعد سے آگاہی کروائی۔ اگلے دن صبح بعد نماز فجر ڈاکٹر عارف رشید نے درس حدیث دیا۔ آٹھ بجے فرائض دینی کا جامع تصور' دین اور مذہب میں فرق' ایمان اور اسلام کا فرق اور جہاد کا مطلب کے موضوعات پر مذاکرہ ہوا۔ ساڑھے نو بجے رفقاء کو قرآن آڈیٹوریم میں ہونے والے سیمینار بعنوان "پاکستان' سودی نظام اور قرآن" میں لے جایا گیا۔ بعد نماز عصر حافظ جاوید نواز اور راقم نے مومن کی صفات کے موضوع پر بیان کیا۔ اشرف وصی صاحب نے منہج انقلاب نبوی ؐ کے چھ مراحل کے موضوع پر مذاکرہ کیا۔ بعد ازاں جناب رشید ارشد نے چھٹے مرحلے مسلح تصادم کے موضوع پر گفتگو اور موجودہ حالات کے باعث اس مرحلۂ انقلاب میں اجتہادی تبدیلیوں کے پس منظر سے آگاہ کیا۔ بعد نماز مغرب نثار احمد خان کے درس قرآن پر اس پروگرام کا اختتام ہوا۔ (رپورٹ : فرقان دانش خان)

اسرہ ساہیوال میں دروس قرآن

اُسرہ ساہیوال میں فعال رفقاء کی تعداد چار ہے۔ جن میں دو ملتزم اور دو مبتدی ہیں۔ ملتزم رفیق عبداللہ سلیم دو جگہ دروس قرآن دے رہے ہیں۔ ہفتہ وار درس قرآن بروز جمعہ بعد نماز عصر فرید ٹاؤن میں ہوتا ہے جبکہ ماہانہ درس قرآن ہر ماہ کے پہلے ہفتہ کو بعد نماز مغرب میاں یونس صاحب کے گھر پر ہوتا ہے۔ احباب کی اوسط حاضری بالترتیب ۲۰ اور ۴۰ ہوتی ہے۔ ان دروس قرآن میں منتخب نصاب کا مطالعہ کیا جا رہا ہے۔ احباب کافی توجہ سے درس قرآن سنتے ہیں۔ عمومی رائے یہ ہے کہ یہ باتیں تو ہم نے پہلی دفعہ سنی ہیں۔ ان دروس قرآن کے نتیجہ میں ساہیوال میں ایک نئی تنظیم اسلامی کی بنیاد پڑے گی۔ (رپورٹ : سہیل خورشید)

بقیہ : لمحہ فکریہ

تباہی کی دھمکی دیتا ہے' تب پاکستان اس وقت جنگ بندی کی پیش کش کر دیتا ہے"۔

بنا بریں' رینڈ رپورٹ' جودھ پور اور حیدر آباد میں وسیع پیمانے پر ہونے والی تباہی کو پوری دنیا میں نشر کرنے اور دونوں جانب متاثرین کی حالت زار اور مصائب کو خوفناک انداز میں پیش کرنے کی پیشین گوئی بھی کرتی ہے۔

"ان حالات میں اقوام متحدہ فوری طور پر بڑے پیمانے پر امدادی سرگرمیوں کی توثیق کرتی ہے جسکی قیادت ظاہر ہے کہ صرف امریکہ ہی کر سکتا ہے کیونکہ دوسرے ممالک کے مقابلے میں اس کے بحری بیڑے اور دوسری صلاحیتیں کہیں بڑھ کر ہیں۔ اس طرح' بھارت کی طرف سے جنگ بندی قبول کرنے کے اڑتالیس گھنٹوں کے اندر اندر' ملٹی نیشنل منظم امدادی فوجیں' جن میں غالب اکثریت امریکہ کی ہے' دونوں ممالک (پاکستان' بھارت) میں پہنچنا شروع ہو جاتی ہیں"۔

"پاکستان میں کئی اسلامی جماعتیں اس "مغربی استعماری قبضے" کی مخالفت کا اعلان کرتی ہیں اور ان کے خلاف کسی بھی طرح کے ایکشن کی دھمکی دیتی ہیں" رینڈ کارپوریشن کہتی کہ "ان حالات میں امریکہ کا مدعا یہ ہے کہ جودھ پور اور حیدر آباد میں انسانی حقوق کے تحت متاثرین کی فوری بحالی کے لئے ضروری اقدامات کئے جائیں اور یہ بھی کہ دونوں ممالک میں رہنے والے امریکیوں کو واپس بلا لیا جائے تاکہ وہ کسی ممکنہ خطرے سے بچ سکیں"۔

اس منظر نامے میں دباؤ اور پابندیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے رپورٹ بیان کرتی ہے کہ "جنگ نے بھارت اور پاکستان کی فضائی چوکیوں کو بری طرح تباہ کر دیا ہے اور فوجی آپریشن اور فضائی حملوں کے لئے خال خال ہی کوئی چوکی بچ گئی ہے۔ دونوں ممالک کے طول و عرض میں امریکی شہری بکھرے ہوئے ہیں ان کے انخلا کے بارے میں دونوں ممالک کا رویہ غیر یقینی ہے۔ یہ بھی خطرہ ہے کہ جنگ بندی کسی وقت بھی غیر موثر ہو سکتی ہے"۔

اسی دوران امریکی صدر' نشریاتی رابطے پر قوم سے خطاب کرتے ہوئے اپنی قوم کو یقین دہانی کراتے ہیں کہ فوجی دستوں کو بہت تھوڑی تعداد میں دونوں جانب (پاکستان اور بھارت کی طرف) صف آراء کیا جائے گا"۔

اسی پر رینڈ کارپوریشن کی رپورٹ اختتام پذیر ہوتی ہے۔

دینی و دنیاوی تعلیم کا حسین سنگم
قرآن کالج آف آرٹس اینڈ سائنس
زیر اہتمام : مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

ہو صداقت کے لئے جس دل میں مرنے کی تڑپ
پہلے اپنے پیکر خاکی میں جاں پیدا کرے

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کا دورۂ ناروے

یوں تو ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے دروس کی وڈیو اور آڈیو کیسٹس اہالیان ناروے بالخصوص اہالیان اوسلو گاہے بگاہے دیکھتے اور سنتے ہی رہتے ہیں' لیکن دو سال پر محیط کوشش کے بعد ماہ مئی کے تقریباً وسط میں اہالیان اوسلو کو ڈاکٹر صاحب کے روبرو بیٹھ کر ان کے دینی فکر اور فلسفہ سے فیض یاب ہونے کا موقع بھی نصیب ہو ہی گیا۔ گو ڈاکٹر صاحب مدظلہ کا دورہ بہت ہی مختصر تھا۔ لیکن تمام دینی اور علمی حلقوں میں ڈاکٹر صاحب کے خطابات کو خوب سراہا گیا۔ ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے اوسلو میں تقریباً چار یوم قیام فرمایا۔ جس کے دوران تین بڑے اجتماعات منعقد کئے گئے۔ جن میں اول الذکر خطاب ۹ مئی بروز اتوار بعنوان خلافت کیا' کیوں اور کیسے؟ منعقد ہوا۔ جس میں خواتین اور حضرات کی خاصی بڑی تعداد نے شرکت کی اور ڈاکٹر صاحب کے فکر سے مستفید ہوئے۔

دوسرا خطاب ۱۰ مئی بروز سوموار خاص طور پر خواتین کے لئے منعقد کیا گیا۔ جس کا موضوع "اسلام میں خواتین کے فرائض و حقوق" تھا۔ متذکرہ بالا پروگرام میں خواتین کی دلچسپی کا اندازہ ان کے ختم نہ ہونے والے سوالات سے بخوبی لگایا جا سکتا تھا۔

تیسرا پروگرام مورخہ ۱۱ مئی بروز منگل اوسلو یونیورسٹی میں منعقد کیا گیا۔ یہ پروگرام اور اس کا عنوان اوسلو یونیورسٹی کی مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن نے ترتیب دیا تھا۔ پروگرام بزبان فرنگ منعقد ہوا اور اس میں دنیا کے مختلف علاقوں سے آئے ہوئے طالب علموں نے شرکت کی۔ خطاب کا موضوع "اسلامی شریعت اور اکیسویں صدی کے چیلنج" تھا۔ اس کے علاوہ "حزب التحریر" اور مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن کے چند ساتھیوں نے بھی ڈاکٹر صاحب سے علیحدہ علیحدہ ملاقات کی۔

ڈاکٹر صاحب کی اہلیہ نے بھی جو اس دورے میں محترم ڈاکٹر صاحب کے ہمراہ تھیں خواتین میں دینی فکر اور ولولے کو اجاگر کرنے کے لئے مسعود بٹ کی رہائش گاہ پر خواتین سے خطاب کیا۔ اس پروگرام کو امیر تنظیم اسلامی ناروے عبدالرحمٰن غوث صاحب کی اہلیہ نے ترتیب دیا۔ ڈاکٹر صاحب کی اہلیہ نے خواتین سے "اسلام میں خواتین کا مقام" کے عنوان پر خطاب کیا۔ اس خطاب کے بعد خواتین کی خاصی تعداد نے بیعت فارم حاصل کئے۔ مجموعی طور پر ڈاکٹر صاحب اور ان کی اہلیہ کا دورہ ناروے میں مقیم خواتین اور حضرات میں بے پناہ سراہا گیا۔ (رپورٹ : راجہ محمد سلیم)

کیپٹل نمبر: 127
جلد 3 شمارہ 26
سالانہ زر تعاون -/175 روپے
فون: 666501-03

لمحہ فکریہ

یہ محض اتفاقی معاملہ ہے یا کوئی گہری امریکی سازش؟

پینٹاگون نے پاک بھارت ایٹمی جنگ کی پیشین گوئی ایک سال قبل کر دی تھی! جس کے بعد پاکستان میں امریکی افواج اتار دی جائیں گی!

امریکی پالیسی ساز ادارے رینڈ کارپوریشن کا جون ۹۸ء کا مرتب کردہ خوفناک منظرنامہ۔ حالات حیرت انگیز طور پر اسی رخ پر جا رہے ہیں

21 جون 99ء کے روزنامہ "The News" میں عامر میر کے قلم سے شائع ہونے والی چشم کشا رپورٹ، مترجم: ظفر اقبال محسن

امریکی محکمہ دفاع پینٹاگون نے پچھلے سال جون میں تنازعہ کشمیر کی وجہ سے پاک بھارت جنگ کی پیشین گوئی کی تھی جو کہ جنوبی ایشیا میں ایٹمی جنگ کا روپ دھار سکتی ہے اور جس کے نتیجے میں بالآخر امریکی فوجی دستے دونوں ممالک میں ممکنہ طور پر صف آرا ہو سکتے ہیں۔

امریکہ کے ایک نیم سرکاری پالیسی ساز ادارے "رینڈ کارپوریشن" نے پینٹاگون کیلئے جو منظرنامہ ترتیب دیا ہے اسکے مطابق پیشین گوئی کی گئی ہے کہ "اس دفعہ بھی (تنازعہ کا) سبب پاکستان کے حمایت یافتہ وہ دہشت گرد ہی ہوں گے جو کشمیر اور مشرقی پنجاب میں موجود ہیں۔ پینٹاگون کے اس کام کی مالی اعانت امریکی دفاع کے ڈپٹی چیف برائے منصوبہ بندی و عملدر آمد نے کی جبکہ اس کا موضوع تھا "اکیسویں صدی میں جنگ کے اسباب: علاقائی امکانات اور امریکی حکمت عملی" یہ رپورٹ پچھلے سال تیار کی گئی تھی اور اسے جون ۱۹۹۸ء میں پاکستان اور بھارت کے ایٹمی تجربات کے بعد شائع کیا گیا۔

رینڈ کارپوریشن کے پیش کردہ منظرنامے کی رپورٹ کے مطابق مقبوضہ کشمیر میں بھارتی حکومت کی انتھک کوششوں کے باوجود حالات قابو سے باہر ہو گئے ہیں اور دہشت گرد (مجاہدین) مشرقی پنجاب کی طرف پیش قدمی کرنے اور وہاں پھیلنے میں کامیاب ہونا شروع ہو گئے ہیں۔ اس امر کو محسوس کرتے ہوئے پاکستان روایتی ہتھیاروں کی دوڑ میں بھارت سے بہت پیچھے رہ گیا ہے' پاکستان اس طرح کی بغاوت کو بالواسطہ طور پر اپنے مکار دشمن کو کمزور کرنے کا ذریعہ سمجھتا ہے اور اسی لئے مجاہدین کو مادی و سفارتی حمایت بشمول تربیت و تحفظ بھی فراہم کرتا ہے۔

اس منظرنامے کے مطابق "پاکستان کی یہ دخل اندازی اس وقت بالکل واضح ہو جاتی ہے' جب دو پاکستانی فوجی' باغیوں کے زیر اثر گاؤں میں کشمیری دہشت گردوں کو تربیت دیتے ہوئے' بھارتی کمانڈوز کے ایک چھاپے کے دوران پکڑے جاتے ہیں۔ بھارت پاکستان کو سنگین نتائج کی دھمکیاں دیتے ہوئے مجاہدین کی حمایت سے دست بردار ہونے کو کہتا ہے۔ بالآخر پاکستان ایک طرف تو بھارت کو تنہا کرنے کے لئے سفارتی کوششیں شروع کرتا ہے تو دوسری طرف مجاہدین کی خفیہ حمایت میں بھی اضافہ کر دیتا ہے۔

اس رپورٹ میں مزید یہ کہا گیا ہے کہ "موسم بہار میں' بھارت اچانک اور ڈرامائی انداز میں جواباً کشمیر اور پنجاب میں دہشت گردی میں اضافہ کر دیتا ہے اور مجاہدین کو فوری طور پر پیچھے ہٹنا پڑتا ہے۔ پاکستان کا ردعمل یہ ہوتا ہے کہ وہ خصوصی طور پر خفیہ ٹیمیں تشکیل دے کر بھارتی تنصیبات اور کئی ایک محاذوں پر حملہ کرتا ہے۔ تب بھارت جنگ شروع کر دیتا ہے اور بین الاقوامی سرحد کے ساتھ' بھرپور حملے کرتا ہے۔

رینڈ کے منظرنامے کے مطابق "نتیجتاً بھارتی فوج' صحرائی محاذ میں خاطر خواہ حد تک آگے چلی جاتی ہے اور کسی حد تک پنجاب میں بھی پیش قدمی کرنے میں کامیاب ہو جاتی ہے اور لاہور پر قبضہ کرتے ہوئے شمال میں راولپنڈی اسلام آباد کی طرف بڑھتی ہے مزید برآں یہ کہ اسی دوران روایتی میزائلوں اور فضائی ہتھیاروں سے کشمیر کی طرف سے بھی حملہ کر دیا جاتا ہے جس کے نتیجے میں پاکستان کے فوجی انتظام و انصرام کو شدید نقصان پہنچتا ہے جبکہ بھارتی فضائیہ کی چوکیاں خاص طور پر پاکستان کا نشانہ بنتی ہیں۔ منظرنامے کے مطابق "پاکستانی فوج اس بہت بڑے پیمانے پر ہونے والے حملے اور بھارتی سفاکی سے نبرد آزما ہونے نیز اس کے نقصانات کی تاب لانے کے لئے پوری طرح تیار نہیں ہے"۔

"فضائیہ بری طرح متاثر ہوتی ہے اور صحرائی محاذ پر' بھارت پر حملہ کرنے والے ہوا باز دستے اور رینڈ کوارٹر کے ذخائر شدید دباؤ کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اس بات سے خوفزدہ ہو کر کہ بھارت کی ابھرتی ہوئی فضائی برتری' پاکستان کے ایٹمی ذخیرے کو تلاش کرنے اور تباہ کرنے میں کامیاب نہ ہو جائے' اور اپنی فوجی حالت زار کو مایوس کن دیکھتے ہوئے' اسلام آباد مطالبہ کرتا ہے کہ بھارت اپنے جنگی منصوبے فوراً روک دے اور پاکستان کے ان علاقوں سے فوراً دست بردار ہو جائے جس پر اس نے قبضہ کر لیا ہے یا پھر مکمل تباہی کے لئے تیار ہو جائے۔ رینڈ رپورٹ کی پیشین گوئی کے مطابق اس موقع پر بھارت بار بار روایتی ہتھیاروں کے استعمال پر زور دے گا اور یہی اعلان کرے گا کہ وہ جنگ کو وسعت دینے میں پہل نہیں کرنا چاہتا۔ لیکن پاکستان کی طرف سے کسی حملے کا جواب مناسب انداز میں ضرور دے گا۔

اپنے اس منظرنامے کا رخ ایٹم بم کی طرف موڑتے ہوئے رپورٹ کہتی ہے "چونکہ بھارتی فوجیں اپنی پیش قدمی جاری رکھتی ہیں' اس لئے پاکستان' کسی غیر آباد سرحدی اور ریگستانی علاقے میں چھوٹے پیمانے پر بم کا دھماکہ کر دیتا ہے' خواہ وہ ہتھیار' پاکستانی علاقے سے چلایا گیا ہو یا بھارت کی طرف سے' وہ ہو گا ایٹمی ہی"۔

پھر منظرنامہ یہ اضافہ کرتا ہے کہ "بھارت کا ردعمل یہ ہوتا ہے کہ وہ ایٹمی ہتھیاروں کے دوہرے حملے سے پاکستانی فضائیہ کی چوکی تباہ کر دیتا ہے۔ پاکستان' حملوں کی شدت کی مذمت کرتے ہوئے' بیس کلوٹن کے ایٹمی ہتھیاروں سے بھارتی شہر جودھ پور پر حملہ کر دیتا ہے اور یہ بھی مطالبہ کرتا ہے کہ جنگ کی شدت اور وسعت میں کمی کی جائے۔ لیکن بھارت (پاکستانی) حیدر آباد پر' ایک اندازے کے مطابق دو سو کلوٹن کے ایٹمی ہتھیاروں سے حملہ کر دیتا ہے اور پاکستان کی طرف سے مزید ایٹمی ہتھیار استعمال کئے جانے کی صورت میں اس سے بھی دس گنا بڑی

(باقی صفحہ ۱۱ پر)